ہفت روزہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

انٹرنیشنل

جلد نمبر ۱۱ شمارہ نمبر ۹

ختم نبوۃ

KHATME NUBUWWAT

(AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE)

اُمہات المومنین
اور دختران خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم

چلتے چلتے

- قادیانیوں کے چندہ اینٹھنے کے نئے نئے طریقے
- فرنگی بڑا عیار تھا جس نے مرزا قادیانی جیسے بدشکل و بدعقل کو نبوۃ کا انعام دیا
- لعنت بر پدرِ فرنگ و لعنت بر پسرِ فرنگ

درگاہ بانیجی کا المناک واقعہ
سندھ حکومت کے منہ پر زناٹے دار طمانچہ

سابق سوویت سربراہ خروشیف نے کہا تھا
"ہمارے خلاباز خلا میں آسمان کی طرف گئے لیکن انہیں وہاں خدا نظر نہیں آیا"
ایسے دہریوں کیلئے وجودِ باری کے اثبات پر ایک بہترین تحریر

"اسلام پاکستان کو متحد نہیں رکھ سکتا"
ڈاکٹر جاوید اقبال کے تازہ فرمان کا آپریشنل جائزہ

ابوسفیان ابن حارث کا

اندھیروں سے روشنی کی طرف سفر

ترجمہ: شاہدہ پروین

یہ ابوسفیان بن حرب کی سیرت نہیں بلکہ اس مختصر مضمون میں ہم ابوسفیان بن حارث کی زندگی کے احوال بیان کریں گے۔ یہ ضلالت کے بعد ہدایت کے سفر اور عداوتوں اور نفرتوں کے بعد محبتوں اور مسرتوں کا قصہ ہے۔ یہ سرورِ کائنات کی بخشش اور رحمت کی تابندہ داستان ہے۔ جس رحمت سے ابوسفیان فیضیاب ہوئے۔

بیس سال کی طویل مدت تک ابوسفیان بن حارث نے اسلام کی پوری شدومد سے مخالفت کی۔ وہ قریش کے ساتھ مل کر اسلام کے خلاف ریشہ دوانیوں میں مصروف رہے۔ انہوں نے اسلام کو مٹانے کے لئے (خاکم بدہن) مسلح جدوجہد کی۔ اور باقاعدہ ایک لشکر تیار کیا۔ جبکہ ان کے تین بھائی نوفل، ربیعہ اور عبداللہ مسلمان ہو چکے تھے۔ ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حقیقی چچا اور رضاعی بھائی بھی تھے کیونکہ انہوں نے حضور کے ساتھ حلیمہ سعدیہ کا دودھ پیا تھا۔

ایک دن انہوں نے اپنی بیوی اور بیٹے جعفر سے کہا "جعفر اور میں سفر پر جا رہے ہیں" انہوں نے بیوی کو آگاہ کیا۔ بیوی نے کہا کہاں؟

ابوسفیان بولے: "حضور کے پاس قبولِ اسلام کا اعلان کرنے کے لئے" انہوں نے جواب دیا۔

اور تھوڑی ہی دیر میں وہ پابہ رکاب تھے ظلمتوں سے روشنی کے سفر کے لئے تھوڑی دور گئے تھے کہ انہیں فوج کا ایک پُر جوش اور جذبہ جہاد سے لبریز دستہ نظر آیا یہ سرورِ کونین کے جاںنثاروں کا دستہ تھا جو فتح مکہ کے لئے رواں دواں تھا۔ ابوسفیان یہ منظر دیکھ کر ششدر رہ گئے۔

"مجھے کیا کرنا چاہیے؟" وہ اپنے آپ سے مخاطب ہوئے جبکہ رحمتِ عالم نے ابوسفیان کی اسلام دشمنی کی وجہ سے ان کے قتل کا فرمان جاری فرما رکھا تھا۔

ان کی آنکھوں کے سامنے ماضی کا کردار اور مستقبل کے خدشات ایک ایک کرکے گھومنے لگے۔ آخرکار انہیں خیال آیا کہ اگر میں براہِ راست رحمۃ للعٰلمین کے قدموں میں جا گروں تو نہ صرف میری جان بخشی ہوگی بلکہ مجھے دامنِ رسالت میں پناہ مل جائے گی۔

انہوں نے منہ پر نقاب ڈالا بھیس بدلا اور سیدھے سرورِ کونین کے دامنِ رحمت میں جا پہنچے۔ نقاب اٹھایا اور بیک جنبشِ زبان گویا ہوئے لا الٰہ الا اللہ۔ محمد الرسول اللہ۔

رحمۃ للعالمین نے ابوسفیان کے منہ سے اقرارِ توحید سنا تو فرمایا جاؤ تمہاری سابقہ غلطیاں معاف کی جاتی ہیں۔ لشکرِ اسلام میں ہر فرد تک ابوسفیان کے اسلام کی خبر پہنچ گئی تھی۔

اب ابوسفیان اندھیروں سے نکل کر روشنی کی راہ پر گامزن تھے۔ ان کی اسلام دشمنی کی تمام کارروائیاں ملیامیٹ ہو گئی تھیں۔ اب ابوسفیان پر دروازے رحمت وا ہو چکے تھے۔ ان کی نظروں کے سامنے بدر کا منظر گھوم گیا جب وہ قریش کے ساتھ تھے اور لشکرِ اسلام کی مدد کے لئے سفید لباس میں ملبوس آسمانی مخلوق (فرشتے) مسلمانوں کی نصرت کے لئے برسرِ پیکار تھے۔ ابوسفیان ماضی کے واقعات پر نادم اور مستقبل پر شاداں و فرحاں تھے۔

اب انہوں نے اپنے آپ کو اسلام کے لئے وقف کر دیا۔ جنگِ حنین میں جب دشمن نے چاروں طرف سے یلغار کی تو کئی اچھے اچھے نامور لوگوں کے پاؤں میدانِ جنگ سے اکھڑ گئے مگر ابوسفیان اس نازک موقع پر بھی ثابت قدم رہے۔

لوگوں میں بھگدڑ مچ گئی دشمن حضور کے قریب پہنچ گیا۔ جب جنگ کا غلبہ چھٹا تو حضور نے دیکھا کہ ایک شخص اس ہولناک گھڑی میں بھی اپنے گھوڑے کی پشت پر ہے اور اپنی جگہ سے ایک انچ بھی ادھر ادھر نہیں ہوا بلکہ حضور کے سامنے ڈھال بن کر کھڑا ہے۔ یہ ابوسفیان بن حارث تھے۔

حضور نے پکارا "او میرے بھائی" تب ابوسفیان نے گھوڑے سے چھلانگ لگائی اور حضور کے گلے جا لگے۔

پیغمبر علیہ السلام کے رحلت فرما جانے کے بعد ابوسفیان کی زندگی کی خواہش ختم ہو گئی اور وہ جلد از جلد عالمِ خلد میں اپنے پیارے حبیب سے ملاقات کے متمنی تھے۔

ایک دن مدینہ کے لوگ یہ دیکھ کر وحشت زدہ ہو گئے کہ ابوسفیان خود اپنی قبر کھود رہے ہیں۔ انہوں نے ان سے پوچھا کہ آپ ایسا کیوں کر رہے ہیں۔ ابوسفیان نے نہایت پُر اعتقاد لہجے میں کہا کہ وہ اپنی قبر اپنے ہاتھوں سے کھود رہے ہیں۔ اور پھر ٹھیک تین دن بعد وہ اس دارِ فانی سے کوچ کر گئے (انا للہ وانا الیہ راجعون) اللہ کریم ان پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے۔

انتخاب از "رجال حول الرسول"

خالد محمد خالد

ترجمہ: شاہدہ پروین میرپوری

اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد

اطلاع

ہم قارئین ختم نبوت و عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مخلص احباب کو مطلع کرتے ہیں کہ ہفت روزہ ختم نبوت کی جعلی رسید بک پر ہفت روزہ کے نام سے چندہ وصول کیا جا رہا ہے لہذا آپ ایسے حضرات سے ہوشیار رہیں۔

نیز یہ کہ اس سلسلے میں تحقیقات اور قانونی کارروائی کے لئے مولانا اللہ وسایا صاحب کا تقرر کیا گیا اگر کسی صاحب کو "جعل ساز" کے بارے میں علم ہو تو وہ مولانا اللہ وسایا سے رابطہ قائم کرے۔

شکریہ مولانا عزیز الرحمٰن۔

مرکزی ناظم اعلیٰ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوت

KHATME NUBUWWAT
(AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE)

جلد نمبر ۱۱ | ۹ تا ۱۵ محرم الحرام تا صفر المظفر ۱۴۱۳ھ مطابق ۱۰ تا ۱۶ اگست ۱۹۹۲ء | شمارہ نمبر ۹

مدیر مسئول : — عبدالرحمٰن باوا

اس شمارے میں

۱۔ ابو سفیان ابن حارث ——— ۲
۲۔ نعت شریف ——— ۴
۳۔ باجوڑ شریف کا المناک واقعہ (اداریہ) ——— ۵
۴۔ امہات المومنین ——— ۶
۵۔ در بہشت ——— ۸
۶۔ مقوقس ——— ۱۰
۷۔ پریس کانفرنس ——— ۱۲
۸۔ رشوت سے جنت ——— ۱۳
۹۔ چلتے چلتے ——— ۱۵
۱۰۔ مسئلہ کشمیر اور قادیانیت ——— ۱۶
۱۱۔ اخبار ختم نبوت ——— ۲۳
۱۲۔ جزائر انوار میں قادیانی افسروں کو برطرف کیا جائے ——— ۲۳
۱۳۔ ختم نبوت یوتھ فورس کا قیام ——— ۲۴
۱۴۔ ایک مراسلہ ——— ۲۴
۱۵۔ مسلمان خواتین کے لیے راہ نجات ——— ۲۵

سرپرست

شیخ المشائخ حضرت مولانا
خان محمد صاحب مدظلہ
خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف
امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

نگران اعلیٰ

مولانا محمد یوسف لدھیانوی

معاون مدیر

مولانا منظور احمد الحسینی

سرکولیشن منیجر

محمد انور

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

رابطہ دفتر

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
جامع مسجد باب الرحمت ٹرسٹ
پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی ۷۴۴۰۰، پاکستان
فون نمبر 7780337

LONDON OFFICE:
35 STOCKWELL GREEN
LONDON SW9 9HZ U.K
PH: 071-737-8199.

چندہ اندرون ملک

سالانہ ——— ۱۵۰ روپے
ششماہی ——— ۷۵ روپے
سہ ماہی ——— ۴۵ روپے
فی پرچہ ——— ۳ روپے

چندہ بیرون ملک

غیر ممالک سے سالانہ بذریعہ ڈاک ۴۵ ڈالر
چیک / ڈرافٹ بنام "ویکلی ختم نبوت"
الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ
اکاؤنٹ نمبر ۳۶۳ کراچی پاکستان ارسال کریں

پرنٹر و پبلشر: عبدالرحمٰن باوا — طابع: سید شاہد حسن — مطبع: القادر پرنٹنگ پریس — مقام اشاعت: ۳ پورٹ ایریا کراچی

نعت شریف

نگاہِ کرم مجھ پہ یاں مصطفےٰ ﷺ ہو
تری چاہ دل کو ہمیشہ عطا ہو

چلیں آپ ﷺ ہی کے نقوشِ قدم پر
ہمیں پیارا ہر حکم جاں سے سوا ہو

جہاں میں جبیں عظمتِ دیں کی خاطر
دمِ واپسیں لب پہ صَلِّ عَلیٰ ہو

پیامِ امن کا آپ ﷺ جو لے کے آئے
جہاں میں وہ اقوام کا رہنما ہو

ملے جس کو بھی روزِ محشر شفاعت
مقدر میں وہ رشکِ ارض و سما ہو

مُبارک کا ارماں بھی پُورا ہو آقا
مدینے کا دیدار اس کو عطا ہو

مُبارک بقاپوری

درگاہ بانیجی شریف کا المناک واقعہ ـــــ صوبائی حکومت کے منہ پر زناٹے دار طمانچہ

حکومت سندھ نے صوبہ کی بگڑتی ہوئی صورت حال کے پیش نظر فوجی اپریشن شروع کیا ہے لیکن یہ جو مثل مشہور ہے ”مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی“ اپریشن شروع ہونے کے بعد سے اب تک صورت حال میں کوئی خاص تبدیلی نظر نہیں آئی۔

پچھلے دنوں درگاہ بانیجی شریف کا افسوسناک اور ہولناک واقعہ رونما ہوا اخباری رپورٹوں کے مطابق ڈاکوؤں نے عین نماز کے وقت میں نمازیوں پر حملہ کر دیا بہت سے نمازی موقع پر ہی حالت نماز میں شہید ہو گئے اسی پر اکتفا نہیں کیا ڈاکو درگاہ کے سجادہ نشین مولانا عبدالستار صاحب جو انتہائی ملنسار اور ہر دلعزیز شخصیت کے مالک تھے ان کو اور ان کے داماد کے علاوہ بہت سے نمازیوں کو اغوا کر کے لے گئے۔

ستم بالائے ستم یہ کہ ان کی ڈاڑھیاں مونڈھ دی گئیں پھر انہیں شہید کر دیا گیا سجادہ نشین حضرت مولانا عبدالستار صاحب اور ان کے داماد بھی شہید کر دیئے گئے۔ اخبارات میں مختلف خبریں آ رہی ہیں کبھی کہا جاتا ہے ڈاکو گرفتار کر لئے گئے اور بہت سے مغوی بازیاب ہو گئے۔ تیرہ ڈاکوؤں کے مرنے کی نوید بھی اخبارات کے ذریعے سنائی گئی۔ لیکن معلوم ایسا ہوتا ہے کہ یہ محض ڈھونگ ہے۔

ہمیں جہاں تک معلومات حاصل ہوئی ہیں ان معلومات کے مطابق درگاہ کے سجادہ نشین حضرت مولانا عبدالستار صاحب کی کسی سے ذاتی دشمنی، کسی قسم کی رنجش، خاندانی رقابت یا زمین و جائیداد کا جھگڑا وغیرہ نہیں تھا کہ جن عوامل کی بنا پر اتنا بڑا قدم اٹھایا جاتا کہ نمازیوں کو حالت نماز میں شہید کیا گیا اور مسجد کے تقدس و حرمت کا بھی خیال نہیں کیا گیا۔

بالفرض اگر ہم یہ تسلیم بھی کر لیں کہ ان کی کوئی خاندانی رقابت یا رنجش چلی آ رہی تھی تو اس رقابت کے انتقام کا نشانہ جناب سجادہ نشین مرحوم و مغفور یا ان کا خاندان بنتا ایسا مسجد سے باہر اوقات نماز کے علاوہ بھی ہو سکتا تھا اور سجادہ نشین صاحب سمیت ان کے خاندان سے انتقام لیا جا سکتا تھا لیکن ایسا نہ ہونا ہی اس بات کا ثبوت ہے کہ یہ ذاتی یا خاندانی رقابت نہیں تھی۔

اب تک اخبارات میں جو خبریں آتی رہیں ان میں خاندانی دشمنی، زمین و جائیداد کے جھگڑے یا کسی قسم کی ذاتی رقابت اور رنجش کا کوئی اشارہ نہیں ملتا۔ جب صورت حال یہ ہے تو ماننا پڑے گا کہ یہ واقعہ صریح دہشت گردی، تخریب کاری اور ملک دشمن عناصر کی کوئی پلاننگ ہے جس کے تحت درگاہ بانیجی شریف کا انتخاب کیا گیا۔ اس لئے کہ درگاہوں اور مساجد سے مسلمانوں کو دلی وابستگی، محبت اور عقیدت ہوتی ہے ایسے مقامات پر حملوں کا مقصد عوام میں اضطراب پیدا کرنا اور ان کے جذبات کو بھڑکانا ہوتا ہے اس المناک واقعہ کے پس پردہ بھی ملک دشمن اور تخریب کار عناصر کا یہی مقصد معلوم ہوتا ہے۔

اس واقعہ نے پورے ملک کو ہلا کر رکھ دیا ہے اور عوام میں شدید اشتعال پایا جاتا ہے۔ یہ واقعہ حکومت سندھ کی نااہلی کا ثبوت اور اس کے منہ پر ایک زناٹے دار طمانچہ ہے جو حکومت درگاہوں، مساجد اور اپنے عوام کا تحفظ نہیں کر سکتی اسے چاہئیے کہ وہ حکومت چھوڑ دے۔ آج سے کچھ عرصہ قبل بھارت میں ریلوے کا بہت بڑا حادثہ رونما ہوا تھا۔ جس میں ہزاروں افراد ہلاک ہو گئے تھے تو ریلوے کے وزیر نے یہ کہہ کر استعفیٰ دے دیا کہ یہ واقعہ میری نااہلی کا ثبوت ہے لیکن یہاں پورا ملک تباہ ہو جائے پھر بھی کسی حکمران کے کانوں پر جوں تک نہیں رینگتی۔

بہرحال ہمیں اس المناک واقعہ پر دلی صدمہ ہوا ہے اور ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت مولانا عبدالستار سمیت جملہ شہداء کے درجات بلند فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق بخشے۔ آمین ثم آمین

اُمہات المومنین

اور دُختران خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم

مرسلہ: ہدایت اللہ عثمانی

(۱) ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ بنت خویلد بنت اسد رضی اللہ عنہا

حضور سے نکاح کے وقت آپ کی عمر چالیس سال تھی۔ جبکہ حضورؐ کی عمر پچیس سال تھی۔ مہر بیس اونٹنیاں مقرر ہوا۔ یہ حضورؐ کا پہلا نکاح تھا۔ ان کا پدری سلسلۂ نسب چوتھی پشت میں اور سلسلۂ مادری دسویں پشت میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتا ہے۔ اس حساب سے آپ نجیب الطرفین ہیں۔ نکاح کی محرک نفیسہ تھیں۔

وفات: ۱۰ رمضان المبارک ۱۰ نبوت ۶۲۰ء میں بعمر ۶۵ سال واقع ہوئی اور مکہ کے مشہور قبرستان حجون میں مدفون ہوئیں۔

اولاد: حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کے چھ اولاد ہوئیں۔ دو لڑکے (۱) حضرت قاسم نبوت سے پہلے پیدا ہوئے۔ انہی کے نام کی نسبت سے آپؐ کا لقب ابوالقاسم ہوا۔ سترہ ماہ کی عمر میں قبل نبوت وصال فرمایا۔ دوسرے صاحبزادے حضرت عبداللہ۔ ان کا لقب طیب و طاہر تھا۔ طیب حضورؐ کی طرف سے اور طاہر حضرت خدیجہؓ کی طرف سے۔ ان ہی کی وفات پر سورۂ کوثر نازل ہوئی۔ ان کی ولادت اور وفات مکہ معظمہ میں ہوئی۔ اور چار صاحبزادیاں (۱) حضرت زینبؓ (۲) حضرت رقیہؓ (۳) حضرت ام کلثومؓ (۴) حضرت فاطمۃ الزہراؓ۔ ان سب کا مختصر ذکر آگے آئے گا۔

۲۔ حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا

آپ حضرت خدیجۃ الکبریٰ کے انتقال کے بعد حضورؐ کے نکاح میں آئیں۔ آپؓ ابتدائے نبوت ہی میں مشرف باسلام ہو گئی تھیں۔

ان کے ذریعے سے پانچ احادیث مروی ہیں جس میں سے بخاری میں صرف ایک ہے۔ حضرت سودہؓ کا سن وفات میں اختلاف ہے واقدی کے نزدیک انہوں نے ۵۴ھ میں وفات پائی۔

حافظ ابن حجر ۵۵ھ بتاتے ہیں۔

۳۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا

حضرت عائشہؓ کی پیدائش بعثت نبویؐ کے چار سال بعد ہوئی۔

۱۰ نبوی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکاح ہوا۔ آنحضرتؐ کو حضرت عائشہؓ سے بہت محبت تھی یہی وجہ ہے کہ مرض الموت میں تمام ازواج سے اجازت لے کر زندگی کے آخری دن حضرت عائشہؓ کے ہاں بسر کئے۔

آپؓ ۹ سال کی عمر میں حضورؐ کے نکاح میں آئیں اور حضور کے انتقال کے وقت آپ کی عمر ۱۸ سال تھی حضورؐ کے انتقال کے بعد آپؓ نے تقریباً ۴۸ سال زندگی گزاری ۵۸ھ میں وفات پائی اس وقت ان کی عمر ۶۶ سال تھی وصیت کے مطابق جنت البقیع میں رات کے وقت مدفون ہوئیں۔

(۴) اُم المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا

بنت حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اور آپ کی والدہ محترمہ کا نام زینب بنت مظعون بن حبیب ہے۔ جو مشہور صحابی حضرت عثمان بن مظعونؓ کی ہمشیرہ تھیں۔

پیدائش: بعثت نبوی سے پانچ سال قبل ہوئی۔ ان دنوں قریش خانہ کعبہ کی تعمیر میں مصروف تھے۔

نکاح: ۳ سنہ ھ مطابق ۶۲۴ء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوا۔

وفات: شعبان ۴۵ھ مطابق ۶۶۵ء میں بعمر ۶۳ سال بعہد حضرت امیر معاویہؓ مدینہ منورہ میں ہوئی۔ مشہور قبرستان جنت البقیع میں مدفون ہوئیں۔ آپ صائم الدھر اور قائم اللیل تھیں۔

(۵) ام المومنین حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا

آپ کا لقب اُمّ المساکین ہے۔

نکاح: رمضان المبارک ۳ھ مطابق ۶۲۵ء میں بعمر ۳۰ سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عقد میں آئیں۔

وفات: ربیع الاول ۴ھ مطابق ۶۲۵ء رسول پاکؐ کی حیات مقدسہ ہی میں وفات پائی۔ آپ کی نماز جنازہ رسول اکرمؐ نے پڑھائی۔ اور خود قبر میں اتارا۔ مشہور قبرستان جنت البقیع میں مدفون ہوئیں۔

(۶) اُمّ المومنین حضرت اُمّ سلمہ بنت ابی اُمیّہ بن مغیرہ رضی اللہ عنہا

آپ کا پہلا نام ہند تھا۔ بعد نکاح حضورؐ نے ام سلمہ رکھا۔ نبوت ملنے سے انیس سال پہلے پیدا ہوئیں۔ آغاز نبوت میں اپنے پہلے شوہر کے ساتھ ایمان لائیں۔

نکاح: ماہ شوال ۴ھ مطابق ۶۲۶ء بعمر ۲۵ سال رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عقد میں آئیں۔

وفات: ۳ ربیع الآخر ۶۱ھ مطابق ۶۸۰ء بزمانہ حضرت امیر معاویہؓ بعمر ۸۴ سال وفات پائی۔ آپ کی نماز جنازہ حضرت ابوہریرہؓ نے پڑھائی اور جنت البقیع میں مدفون ہوئیں۔

(۷) اُمّ المومنین حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا

(آپ کی والدہ کا نام امیمہ تھا جو عبدالمطلب کی

رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی دختر تھیں، پہلے نام برہ اور کنیت ام الحکم تھی۔ حضورؐ نے زینب نام رکھا۔ آپ حضورؐ کی پھوپھی زاد بہن تھیں جو نبوت کے ابتدائی دور میں اسلام لائیں۔

نکاح : ماہ ذی قعدہ ۵ھ مطابق ۶۲۷ء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے بعمر ۳۵ سال ہوا آپ کی خواستگاری میں آیت بھی نازل ہوئی۔ آپ کا نکاح آسمان پر ہوا۔ اور حضرت جبرئیل علیہ السلام گواہ ہوئے۔

وفات : آپ نے ۲۰ھ مطابق ۶۴۱ء میں بعمر ۵۳ سال وفات پائی۔ نماز جنازہ حضرت فاروقؓ نے پڑھائی۔ تمام اہالیان مدینہ نے نماز میں شرکت کی۔ قبرستان جنت البقیع میں مدفون ہوئیں۔ حضورؐ کے وصال کے بعد ازواج مطہرات میں سب سے پہلے آپ نے وفات پائی۔

(۸) ام المومنین حضرت جویریہ بنت حارث۔

آپ کا بھی پہلا نام برہ تھا۔ حضورؐ نے بعد نکاح جویریہ رکھا۔ آپ کے والد حارث بن ابی ضرار قبیلہ بنی مصطلق کے سردار تھے۔ آپ کی ولادت ہجرت سے دس سال پہلے ہوئی تھی۔

نکاح : ماہ شعبان ۵ھ مطابق ۶۲۷ء میں غزوہ بنی مصطلق سے واپسی پر حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوا۔

وفات : ربیع الاول ۵۶ھ مطابق ۶۷۶ء میں بعمر ۷۰ سال مدینہ منورہ میں وفات پائی قبرستان جنت البقیع میں مدفون ہوئیں۔

۹ اُمّ المؤمنین حضرت اُم حبیبہؓ بنت ابوسفیانؓ۔

آپ کے والد کا نام ابوسفیان بن حرب تھا۔ والدہ کا نام صفیہ بنت ابی العاص ہے۔ حضرت عثمان غنیؓ کی پھوپھی تھیں۔ پہلا نام رملہ تھا اور کنیت ام حبیبہ تھی۔ آپ کا سلسلۂ نسب پانچویں پشت میں حضورؐ سے جا ملتا ہے۔ ہجرت نبویؐ سے سترہ سال قبل پیدا ہوئیں۔

نکاح : ۶ھ مطابق ۶۲۸ء میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوا۔ بادشاہ حبشہ نے آپ کا عقد بمقدار چار سو دینار مہر باندھ کر یہ مہر خود اپنے پاس سے ادا کر کے حضور رسالت مآبؐ کی خدمت میں روانہ کیا تھا۔

وفات : ۴۴ھ مطابق ۶۶۴ء میں بعمر ۷۴ سال بعہد حضرت امیر معاویہؓ مدینہ منورہ میں ہوئی اور قبرستان جنت البقیع میں مدفون ہوئیں۔

(۱۰) اُمّ المومنین حضرت میمونہؓ بنت حارث۔

آپ کا پہلا نام برہ تھا۔ سرکار دو عالمؐ نے یہ نام بدل کر میمونہ رکھا۔ آپ کے والد کا نام حارث بن حزن اور والدہ کا نام ہند بنت عوف ہے۔ آپ کی والدہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی حقیقی خالہ تھیں۔

نکاح : ذی قعدہ ۷ھ مطابق ۶۲۹ء میں بتحریک بی بی اُم فضل حضرت رسول اکرمؐ سے ہوا۔

وفات : موضع سرف جو مدینہ منورہ کے راستہ میں مکہ معظمہ سے دس میل کے فاصلہ پر ہے ۵۱ھ مطابق ۶۷۱ء میں ہوئی۔ قابل ذکر بات یہ ہے کہ جس مقام سے نکاح کے بعد رخصت ہوئی تھیں اسی مقام پر انتقال بھی ہوا۔ ان کی نماز جنازہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے پڑھائی۔

(۱۱) اُمُّ المؤمنین حضرت صفیہؓ بنت حیّ

(اصلی نام زینب تھا) والد کا نام حیّ بن اخطب اور والدہ کا نام ضرہ بنت سموئل تھا۔ یہ حضرت ہارون علیہ السلام کی نسل سے تھیں۔ غزوۂ خیبر میں دیگر قیدیوں کے ساتھ آئیں اور مشرف بہ اسلام ہوئیں۔ آپ کے والد خیبر کے سردار تھے۔ ولادت آپ کی ہجرت سے دس سال پہلے ہوئی۔

نکاح : جمادی الآخر ۷ھ مطابق ۶۲۸ء میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوا۔ اس وقت آپ کی عمر ۱۷ سال تھی۔

وفات : ماہ رمضان المبارک ۵۰ھ مطابق ۶۷۰ء میں بعمر ۶۰ سال ہوئی اور قبرستان جنت البقیع میں مدفون ہوئیں۔

(۱۲) اُمّ المؤمنین حضرت ماریہ قبطیہؓ بنت شمعون

اسکندریہ کے حاکم نے آپ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نذر کیا تھا۔ ان کے بطن سے حضور اکرمؐ کے فرزند حضرت ابراہیم ذی الحجہ ۸ھ مطابق ۶۲۹ء میں پیدا ہوئے جو بچپن ہی میں ۱۰ ربیع الاول ۱۰ھ مطابق ۶۳۱ء میں انتقال فرما گئے۔

وفات : آپ نے محرم الحرام ۱۶ھ مطابق ۶۳۷ء میں وفات پائی۔

حضورؐ کی صاحبزادیاں

(۱) حضرت زینب رضی اللہ عنہا

نبوت سے دس سال قبل جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف ۳۰ سال تھی مکہ معظمہ میں پیدا ہوئیں۔

نکاح : ابوالعاص بن ربیع لقیط سے جو ان کے خالہ زاد بھائی بھی تھے مکہ معظمہ میں ہوا۔

وفات : ۸ھ مطابق ۶۲۹ء کو مدینہ منورہ میں وفات پائی اور آپ کے شوہر ابوالعاص نے ماہ ذی الحجہ ۱۲ھ مطابق ۶۳۳ء میں وفات پائی۔ آپ کو حضرت اُم ایمنؓ و حضرت سودہؓ و حضرت اُم سلمہؓ و حضرت اُم عطیہؓ نے غسل دیا اور حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز جنازہ پڑھائی۔

اولاد : آپ نے دو اولادیں چھوڑیں۔ لڑکا علی اور لڑکی امامہ۔

(۲) حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف جب ۳۳ سال کی ہوئی مکہ معظمہ میں آپ کی ولادت ہوئی۔

نکاح : مکہ معظمہ میں حضرت عثمان بن عفانؓ سے آپ کا عقد مبارک ہوا۔

وفات : ۱۷ رمضان المبارک ۲ھ مطابق ۶۲۴ء یوم جمعہ کو جو غزوۂ بدر کا سال ہے حضرت رقیہؓ کے چیچک کے دانے نکلے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اس زمانہ میں جنگ بدر کی تیاری میں مصروف تھے۔ اس لئے حضورؐ نے حضرت عثمان غنیؓ کو ان کی تیمارداری کے لئے مدینہ منورہ میں چھوڑ دیا تھا۔ عین اسی دن جب کہ حضرت زید بن حارثہؓ نے مدینہ منورہ میں آکر فتح کا مژدہ سنایا حضرت رقیہ رضی اللہ

عنہا نے وفات پائی۔

اولاد : حبشی کے زمانہ قیام میں ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا نام عبداللہ تھا۔ حضرت عثمانؓ کی کنیت ابوعبداللہ اسی نام کی مناسبت سے تھی۔ یہ چھ سال تک زندہ رہے۔ جمادی الاولیٰ ۴ھ مطابق ۶۲۵ء کو ان کا انتقال ہوگیا۔ عبداللہ کے بعد حضرت رقیہؓ کے کوئی اولاد نہیں ہوئی۔

(۳) حضرت اُمِّ کلثوم رضی اللہ عنہا

یہ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی تیسری دختر ہیں۔ ان کی ولادت مکہ معظمہ میں ہوئی۔

نکاح : ۳ھ مطابق ۶۲۴ء میں حضرت رقیہؓ کا انتقال ہوچکا تھا تو ماہ ربیع الاول ۳ھ مطابق ۶۲۴ء میں آپ کا بھی حضرت عثمان غنیؓ سے ہوا اسی لئے حضرت عثمان غنیؓ کو ذوالنورین کا خطاب ملا۔

وفات : ماہ شعبان ۹ھ مطابق ۶۳۰ء میں وفات پائی۔ نماز جنازہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پڑھائی اور حضرت علیؓ، حضرت فضل بن عباسؓ اور حضرت اسامہ بن زیدؓ نے قبر میں اتارا۔ آپ کے کوئی اولاد نہیں ہوئی۔

(۴) حضرت فاطمۃ الزہراؓ

نام آپ کا فاطمہ اور لقب زہرا تھا۔

ولادت : سال نبوت سے پانچ سال قبل مکہ معظمہ میں پیدا ہوئیں۔

نکاح : ماہ ذی الحجہ ۲ھ مطابق ۶۲۴ء میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ بن ابی طالب سے ہوا۔

وفات : حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے چھ ماہ بعد ۳ رمضان المبارک ۱۱ھ مطابق ۶۳۲ء بروز سہ شنبہ بعمر ۲۹ سال مدینہ منورہ میں ہوئی۔ آپ کا مزار در بقیع میں ہے۔

اولاد : حضرت سیدہ خاتونِ جنت کے بطن مبارک سے پانچ اولاد ہوئیں۔ انمیں تین لڑکے (۱) حسنؓ (۲) حسینؓ (۳) محسنؓ۔ اور دو لڑکیاں اُمِّ کلثومؓ اور زینبؓ ہیں۔

باقی صفحہ ۲ پر

دہریت

سید شوکت علی

ہمارا دین کہتا ہے کہ انسان کے ہر عمل برے اور اچھے کراماً کاتبین لکھتے ہیں۔ آج ٹیپ ریکارڈ کی ایجاد سے یہ ثابت ہوا کہ انسانی عقل جو خدا نے پیدا کی ہے اسی سے سب باتیں زبان سے نکلی ہوئی ریکارڈ ہو جاتی ہیں تو پھر اللہ تعالیٰ کے لئے کیا مشکل ہے کہ وہ کراماً کاتبین کے ذریعے ہمارے اعمال نامہ ٹیپ نہ کرسکے۔

ایئرکنڈیشن چل رہا ہے ٹھنڈک محسوس ہو رہی ہے مگر نظر نہیں آتی۔ ہیٹر چل رہا ہے گرمی محسوس ہو رہی ہے مگر نظر نہیں آتی۔ اسی طرح عالم کا نظام چل رہا ہے بس محسوس ہو رہا ہے کوئی چلانے والا ہے مگر نظر نہیں آتا۔

آج وی سی آر۔ ٹی وی کے ذریعہ انسان جو بھی کرتا ہے وہ تصویر میں آجاتا ہے۔ اسی طرح یہ عقیدہ کہ آخرت میں انسان نے جو اعمال کئے وہ کتاب میں دیکھ لیگا

آخری شخص جس کو دوزخ میں سے نکال کر جنت میں داخل کیا جائیگا اس کو دنیا سے دس گنا بڑی جنت اللہ تعالیٰ عطا فرمائے گا اور ہر شخص کی جنت الگ ہوگی جس میں وہ خود مختار ہوگا۔

آج سائنسدان مشاہدہ کا عالم آلات کے ذریعہ دیکھ کر بتلاتے ہیں کہ فضا میں اتنے سیارے ہیں جتنے روئے زمین پر ذرات اور ایک سیارہ اتنا بڑا ہے کہ روئے زمین کو اس پر رکھ دیا جائے تو وہ بمقدار ایک ذرّے کے ہوگا تو دس گنا بڑی جنت اور جنت وسعت جو غیب میں ہے اس پر ایمان لانا کیا مشکل ہے۔

امام ابوحنیفہؒ سے کسی کا مناظرہ ہوا وہ دہریہ تھا۔ خلیفہ وقت نے ان کو کہلا بھیجا کہ کل فلاں وقت آپ کا اس دہریہ سے مناظرہ ہوگا لہٰذا آپ تشریف لائیں۔ امام وقت سے ایک گھنٹہ دیر سے پہنچے۔ دہریہ نے دیر سے پہنچنے کی وجہ معلوم کی۔ آپ نے فرمایا کہ میں دریا کے اس کنارے پر تھا سواری کا کوئی انتظام یہاں آنے کے لئے نہیں تھا۔ میں نے دیکھا کہ دریا کے اس کنارے پر ایک درخت تھا وہ گرا اور اس کے تختے بن گئے اور کشتی کی صورت میں بن کر میرے سامنے آگئے میں اس میں بیٹھ کر یہاں پہنچا چنانچہ دیر ہوگئی۔ دہریئے نے کہا کہ یہ کیسے ممکن ہے کہ ایک درخت خود بخود کشتی بن کر آپ کے سامنے آگیا بغیر انسان کی محنت کے۔

آپ نے فرمایا کہ جب معمولی کشتی بغیر کسی کی مدد کے اور محنت کے نہیں بن سکتی تو پھر یہ نظام کائنات جس میں سورج، چاند، دریا، پہاڑ، درخت، جانور وغیرہ بغیر کسی کے پیدا کئے ہوئے کیسے وجود میں آسکتے ہیں؟

ایک عالم سے کسی نے پوچھا اللہ ہے تو نظر کیوں نہیں آتا جنات آگ کے بنے ہوئے ہیں تو پھر جہنم میں کیسے جلیں گے؟

آپ نے ڈھیلا لے کر اس کے سر پر مارا۔ اسے چوٹ لگ گئی۔ آپ نے پوچھا درد ہے تو نظر کیوں نہیں آتی؟ اندر درد محسوس ہوتا ہے اور انسان جب مٹی کا بنا ہوا ہے اور ڈھیلا مٹی کا ہے پھر تکلیف کیوں ہوتی ہے؟

اس سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ ہر جگہ موجود ہے مگر نظر نہیں آتا مگر یہ سورج اور چاند کا نظام، موسموں کی تبدیلی، درخت کا پودے سے بڑا ہونا اور پھر ایک ضابطے کے تحت بڑا ہونا اور پھل پھول لگنا وغیرہ گواہی دیتے ہیں کہ اس کے پیچھے کوئی قدرت کارفرما ہے جسے انبیائے کرام "اللہ" بتاتے ہیں۔

ہوا ہر جگہ موجود ہے مگر نظر نہیں آتی ویسے ہی

خدا ہر جگہ موجود ہے مگر نظر نہیں آتا مگر اس کی مخلوقات میں غور کرنے سے اللہ تعالیٰ کا وجود سمجھ میں آتا ہے۔

ان فی خلق السمٰوٰت والارض لاٰیات لاولی الالباب

اللہ دعوت دیتے ہیں کہ اے عقل والو کیوں مخلوقات میں غور نہیں کرتے، رات اور دن کے اختلاف میں عقلمندوں کے لئے نشانیاں ہیں۔

شاہ عبدالقادر جیلانیؒ فرماتے ہیں کہ کائنات کی ہر شکل میں غور کرنے سے خالق تک انسان پہنچتا ہے۔ گویا دنیا کی ہر شکل خالق کی طرف دعوت دیتی ہے۔ کائنات کے اندر غور کرنا ایک سو سال کی عبادت کے برابر ہے کیونکہ غور کرنے سے خالق کا پتہ چلتا ہے وہ رہبری کرتی ہے خالق تک۔

ایک شخص چھت پر سو رہا تھا جب اس نے آسمان دنیا دیکھی تو کہا یا اللہ یہ سب چیزیں بیکار پیدا نہیں کیں تیری ذات پاک ہے مجھے دوزخ کی آگ سے بچالے۔ تو اس وقت کے نبی پر وحی آئی کہ اس شخص سے کہہ دو کہ خدا نے تمہاری مغفرت کردی۔ ہماری تمام عبادت کا حاصل اللہ تک پہنچنا ہے اور اس کا ذریعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت، آپ کی رسالت پر پختہ یقین اور آپ کی اطاعت کا صلہ ہے۔ بقول شاعر

بہ مصطفےٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر بہ او نہ رسیدی تمام بولہبی است

کافر کی یہ پہچان کہ آفاق میں گم ہے
مومن کی یہ پہچان کہ گم اس میں ہے آفاق

آج کافر عیاشی بھی کر رہے ہیں ساتھ سائنسدان بھی ہیں...

مخلوقات میں غور کرتے ہیں ریسرچ کرتے ہیں مگر یہ غور نہیں کرتے کہ اس کا خالق اور مالک کون ہے۔ یہ نظام شمسی، قمری کون چلا رہا ہے جو اپنے ضابطے کے مطابق حرکت میں ہیں اور اس میں صدیوں کوئی تبدیلی نہیں آتی۔ انسان کے جسم میں دل ہے جس کا تعلق اللہ سے براہ راست ہے جب کوئی بندہ اللہ کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور سوچتا ہے کہ یہ کائنات کا کون پیدا کرنے والا ہے؟ یہ سب ماجرہ کیا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی رہبری مختلف طریقے سے کرتا ہے اور بندہ اگر کوشش کرتا ہے مجاہدہ کرتا ہے کہ یہ راز منکشف ہو جاتا تو پروردگار عالم نہ صرف پہلے سوچنے پر صحیح راستہ بتاتے ہیں مگر دوسری کوشش کرنے پر اللہ تعالیٰ خود ملتے ہیں یعنی دیدار کے اعتبار سے نہیں مگر دل میں حقیقت مختلف کیفیت کے لحاظ سے منکشف یا ظاہر ہوتی ہے۔

اگر ایک شخص بت پرستی کر رہا ہے مگر اس کے دل میں حق کی تلاش ہے مگر اسے راستہ معلوم نہیں تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے ایسے حالات یا اسباب پیدا کرتا ہے کہ مرنے سے پہلے اسے سیدھا راستہ صراط مستقیم حاصل ہو جاتی ہے۔

ایسے بے شمار واقعات ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مشرکوں، ملحدوں، کافروں کو راستہ بتایا اور ایمان کی دولت سے نوازا۔ چنانچہ دو واقعات نمونے کے طور پر پیش کرتا ہوں۔

شیخ عبدالواحد صاحب کا واقعہ!

شیخ عبدالواحد مشہور بزرگ چشتیہ سلسلے کے ہیں فرماتے ہیں کہ ایک روز ہماری کشتی طوفان کی زد میں آگئی اور ایک جزیرہ (قبرص کے قریب) سے ٹکرا گئی۔ ہم جزیرہ میں پہنچے تو ایک شخص کو دیکھا کہ بت پرستی کر رہا ہے۔ ہم نے اسے توحید کی دعوت دی اس نے قبول کی پھر دین اسلام سکھایا اور وہ پکا سچا مسلمان ہو گیا اور چند روز میں انتقال کر گیا خواب میں دیکھا تو جنت میں اعلیٰ مقام پر تھا۔ حاصل یہ کہ جس کو جستجوئے حق میں صداقت ہو تو چاہے وہ بت پرستی کر رہا ہو یا کوئی اور دین پر ہو اللہ تعالیٰ اسے نہ صرف ہدایت نصیب فرمائیں گے بلکہ اسے اپنے مقربوں میں بنائیں گے ورنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہ کر بھی کچھ لوگ منافق رہے۔ شیطان نے ۸۰ ہزار سال عبادت کی مگر چونکہ وہ اللہ کا عاشق نہیں تھا اس لئے تکبر میں مبتلا ہو گیا اور آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے سے انکار کر دیا۔ اللہ کی حکم عدولی کی اور راندۂ درگاہ ہو گیا۔

بیٹی برگ میں ایک عیسائی لڑکی تھی دعا کرتی تھی کہ اے خدا تو خدا نصیب فرما۔ ایک روز سخت بیمار تھی اس کی والدہ اسے چرچ میں لے گئی۔ وہاں اس نے پادری کی تقریر سنی مطمئن نہ ہوئی گھر آکر بستر پر ایک علیحدہ کمرہ میں بیٹھی تھی دعا مانگ رہی تھی کہ دیکھا مکان کی چھت پھٹی اور فرشتوں کا نزول ہوا۔ فرشتوں کا سلسلہ آسمان سے زمین تک تھا اور وہ کلمہ پڑھ رہے "لا الٰہ الا اللہ محمد الرسول اللہ" فرشتوں کے بار بار پڑھنے سے اس کی زبان پر کلمہ یاد ہو گیا۔ جب وہاں کی جماعت یا مسلمان تاجر گئے اور اس سے ملنے کا اتفاق ہوا تو انہوں نے بتایا کہ کلمہ اسلام کا ہے اور اس کے ارکان نماز وغیرہ بتائے۔ توحید کے بعد آنحضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر ایمان لانا ضروری ہے اور ان کے بتائے ہوئے طریقوں پر عمل کریں گے تو خدا کی نصرت اور استعانت حاصل کر سکیں گے۔

گویا یوں سمجھئے کہ بجلی کا کنکشن تو پاور ہاؤس سے لے لیا مگر اس کا استفادہ جب حاصل کر سکیں گے جب ہم ٹیبل، ایئر کنڈیشن، فریج اور موٹر وغیرہ ترتیب سے انجینئر کے کہنے کے مطابق لگائیں مگر انجینئر کی ہدایت کے مطابق وائرنگ نہ کی تو خطرہ ہے کہ شارٹ سرکٹ ہو جائے اور جانی و مالی نقصان کی صورت میں بجائے فائدے کے نقصانات رونما ہوں گے۔ اسی طرح ہمیں اللہ تعالیٰ کی رحمت سے استفادہ قدرت سے فائدہ اٹھانے کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت مکمل بے چون و چرا کرنی ہوگی ورنہ نتائج آج سامنے ہیں بقول شاعر (علامہ اقبال)

کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی صداقت دہریوں کے لئے یہ ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آئندہ حالات کے مطابق جو دنیا میں رونما ہونے والے ۱۴ سو سال پہلے فرمایا سچ ثابت ہو رہے ہیں۔

مقوقس

نائب السلطنت مصر

محمد اقبال حیدرآباد

برِ اعظم افریقہ کے شمال میں مصر کا ملک تاریخ کے ابتدائی زمانے سے تہذیب تمدن اور خاص سیاسی عظمت کا مالک رہا ہے۔ یہ وہی ملک جس کے تاجداروں کا لقب فرعون تھا۔ بعثت نبوی کے وقت مصر میں دو قومیں آباد تھیں۔ ایک قبطی جو اصل باشندے تھے دوسرے رومی (بیزنطینی) جنہوں نے مصر کو اپنی نوآبادی بنا رکھا تھا۔

مقوقس جو بیزنطینی سلطنت کی جانب سے مصر کا نائب السلطنت تھا۔ اپنے مذہب کا بہت بڑا عالم تھا۔ مصر کا مشہور شہر اسکندریہ اس کا دارالسلطنت تھا۔

مصر عہد قدیم سے مشرق و مغرب کے مابین تجارتی تہذیبی اور علمی روابط کا ذریعہ رہا ہے۔ مصر نے علم ہندسہ، نجوم اور دوسرے علوم و فنون میں جو ترقیاں کی ہیں دنیا انہیں کبھی فراموش نہیں کر سکتی۔ مگر اخلاقی حیثیت سے روم و ایران کی طرح مصر بھی بداخلاقی کا مرکز بنا ہوا تھا۔ رومی حاکم مصری عوام کو اپنی ملکیت سمجھتے تھے۔

بارگاہ رسالت نے مصر کی سفارت کے لئے حاطب بن ابی بلتعہؓ کو مامور کیا۔ حضرت عبداللہ بن عبدالقاری بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حاطب بن ابی بلتعہؓ کو اسکندریہ کے بادشاہ مقوقس کے پاس نامہ گرامی دیکر بھیجا۔ یہ حضورؐ کا خط لے کر پہنچے مقوقس نے نامہ گرامی کو چوما اور حضرت حاطبؓ کا اکرام کیا اور بہت اچھی طرح ان کو ٹھہرایا اور جب انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس واپس کیا آپؐ کے لئے ان کے ہاتھ بطور ہدیہ ایک جوڑا کپڑا اور زین سمیت ایک خچر اور دو باندیاں پیش خدمت کیں جن میں سے ایک آپؐ کے صاحبزادے ابراہیم کی ماں ہوئیں جن کا نام ماریہ رضی اللہ عنہا تھا۔

حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقوقس شاہ اسکندریہ کے پاس نامہ گرامی دے کر بھیجا۔ مقوقس نے مجھے اپنے محل میں اپنے پاس ٹھہرایا اس نے اپنے تمام پادریوں کو جمع کیا اور مجھے بلا کر کہا! میں تم سے کچھ باتیں پوچھوں گا تم ذرا سمجھ کر جواب دینا۔ میں نے کہا! پوچھئے۔ اس نے کہا: تم مجھے اپنے حضرت سے مطلع کرو کیا وہ نبی ہیں؟ میں نے کہا وہ بلاشبہ اللہ کے رسول ہیں۔ اس نے کہا جب وہ اس اونچے پائے کے تھے تو انہیں یہ کیا سوجھی کہ جب قوم نے انہیں وطن سے نکال باہر کر دیا قوم کے لئے بد دعا کیوں نہ کی؟ میں نے کہا حضرت عیسٰی بن مریمؑ کے بارے میں تم لوگ اللہ کے رسول ہونے کی شہادت نہیں دیتے ہو؟ اس نے کہا بے شک وہ اللہ کے رسول ہیں۔ میں نے کہا جب قوم نے انہیں پکڑا اور ان کو سولی دینے کا ارادہ کیا تو انہیں یہ کیا سوجھی کہ قوم پہ بد دعا کیوں نہیں کی جو کہ اللہ ان سب کو تباہ و برباد کر دیتا اور ان کو اللہ نے آسمان دنیا پر اٹھالیا۔ حضرت حاطبؓ کہتے ہیں اس نے مجھ سے کہا کہ تم نہایت ہی دانا اور عقلمند ہو اور دانا و عقلمند کے پاس آئے ہو مکتوب گرامی:۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیمؕ

محمدؐ کی جانب سے جو اللہ کا بندہ اور رسول ہے۔

مقوقس کے نام جو قبط (مصر) کا حکمران ہے۔

سلامتی ہے اس پر جو ہدایت کی پیروی کرے۔ بعد ازیں میں تم کو اسلام کی دعوت دیتا ہوں۔ اسلام قبول کرو سلامت رہو گے دیا تم سے کوئی تعرض نہیں کیا جائے گا۔ اسلام قبول کرو اللہ تمہیں دوہرا اجر دے گا۔ اگر تم نے روگردانی کی تو اہل قبط کا وبال تم پر ہوگا۔

اے اہل کتاب! اس بات کی طرف آؤ جو ہمارے تمہارے درمیان متفق علیہ ہے کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں۔ ہم میں سے بعض بعض کو اللہ کے سوا اپنا رب (داتا۔ رازق) نہ بنائیں۔ پھر اگر اس (اصول) سے روگردانی کرو تو گواہ رہنا ہم اللہ کے بندے (مسلمان) ہیں۔

اللہ۔ رسول۔ محمد۔

حضرت ابن بلتعہؓ یہ نامہ مبارک لے کر والی مصر مقوقس کے دربار میں پہنچے اور اس پر انہوں نے موثر و بلیغ انداز میں خطاب بھی کیا جس کا ملخص یہ ہے:۔

"مصر میں پہلے بھی ایک ایسا شخص (فرعون) ہو گزرا ہے جو اپنے آپ کو رب اعلیٰ کہتا تھا اس کے انجام سے نصیحت پکڑو۔ ایسا نہ ہو کہ دوسرے تم سے عبرت حاصل کریں۔ میں تمہیں اسلام کی دعوت دیتا ہوں جس میں ایک اللہ ہی کافی ہے۔ بلاشبہ حضرت عیسٰیؑ کی بشارت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں ایسی ہی ہے جیسا کہ حضرت موسٰیؑ کی بشارت حضرت عیسٰیؑ کے حق میں۔ میں تم کو قرآن کی طرف بلاتا ہوں جس طرح تم یہود کو انجیل کی طرف بلاتے رہے۔ تم نے نبی کا زمانہ پایا ہے۔ غور کرو کہ اب تمہیں کیا کرنا چاہیئے۔

مقوقس نے جواب دیا: میں نے ان کے متعلق غور کیا ہے وہ کسی بری بات کا حکم نہیں دیتے اور نہ کسی اچھی بات سے منع کرتے ہیں۔ نیز میں نہ تو انہیں جھوٹا جادوگر اور نہ جھوٹا کاہن ہی سمجھتا ہوں۔ میں ان میں نبوت کی علامات بھی محسوس کرتا ہوں اور مزید غور کروں گا۔

چنانچہ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نامہ گرامی تعظیم سے لیا اور اسے قیمتی ڈبے میں بند کر دیا پھر اس نے عربی لکھنے والے کاتب کو بلایا اور آپؐ کی خدمت مندرجہ ذیل خط لکھوایا:۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیمؕ

محمد بن عبداللہ کے نام۔

مقوقس عظیم قبط کی طرف سے۔

سلام ہو آپؐ پر۔

امابعد!

میں نے آپؐ کا مکتوب پڑھا اور اس میں جو کچھ آپؐ نے ذکر کیا ہے اور جس بات کی طرف آپؐ بلاتے ہیں اس کو سمجھا۔ مجھے معلوم ہے کہ ایک نبیؐ باقی ہے مگر میرا گمان تھا کہ اس کا خروج شام میں ہوگا۔ میں نے آپؐ کے قاصد کی عزت و تکریم کی۔ آپؐ کے لئے دو کنیزیں بھیجی ہیں جن کا

قبطی (مصری قوم) میں بلند مقام ہے یعنی لڑکیاں نہایت معزز خاندان سے تعلق رکھتی ہیں۔ میں نے آپؐ کے لئے خلعت (کپڑے) اور سواری کے لئے ایک خچر تحفے کے طور پر بھیجے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپؐ پر سلامتی نازل فرمائے۔

ان کنیزوں کا نام ماریہ اور سیرین تھا۔ ماریہ اور سیرین راستے ہی میں حضرت حاطبؓ کی تعلیم و تلقین سے مشرف باسلام ہو چکی تھیں۔ حضرت ماریہؓ حرم نبوی میں داخل ہوئیں اور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے حضرت ابراہیمؓ ان ہی کے بطن سے تولد ہوئے۔ سیرین حضرت حسانؓ کو عطا ہوئیں۔

خچر کو دلدل کہتے ہیں جو حضرت معاویہؓ کے عہد خلافت تک زندہ رہا۔ مقوقس نے حضرت حاطبؓ بن ابی کو خلعت اور ایک سو مثقال سونا دیا۔

مقوقس نے اسلام تو قبول نہ کیا لیکن اہل دربار اور عوام پر یہ حقیقت آشکارا ہو گئی کہ عرب میں نبی منتظر کا ظہور ہو چکا ہے۔ آپؐ کا نامہ مبارک نے مصر کی سرزمین میں غیر مرئی انداز میں اسلام کا ایسا بیج بو دیا جس نے دو تین عشروں ہی کے بعد ایک عظیم بار آور شجر بن کر سارے ملک کو اپنے سائے میں لے لیا تھا۔

حضرت حاطبؓ تحائف لے کر بارگاہ نبوت میں پہنچے آپؐ نے تحائف کو قبول فرمایا اور مقوقس کے جواب کو سن کر فرمایا:۔

مقوقس کو سلطنت کے اقتدار نے اسلام سے محروم رکھا ورنہ یہ سمجھا کہ سلطنت ناپائیدار چیز ہے۔

حضرت مغیرہ بن شعبہؓ جو ایک جلیل القدر صحابی ہیں، فہم و فراست عقل و دانش اور تدبیر و سیاست کے لحاظ سے عرب میں ممتاز ترین مدبرین میں شمار ہوتے تھے اور اپنے غیر معمولی دل و دماغ کے سبب مغیرۃ الرائے کہلاتے تھے انہوں نے اسلام کی بڑی عظیم سیاسی اور جنگی خدمات انجام دی ہیں اپنے قبول اسلام کا واقعہ بیان کرتے ہیں:۔

"میں قبول اسلام سے پہلے ایک مرتبہ مقوقس کے دربار میں گیا۔ مقوقس نے مجھ سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت دریافت کیا کہ۔ ان کا خاندان کیسا ہے؟ میں نے کہا۔ "عالی خاندان۔ مقوقس بولا "پیغمبر ہمیشہ عالی خاندان ہی ہوا کرتے ہیں۔ تمہیں ان کی صداقت کا بھی کچھ تجربہ ہے؟ میں نے کہا۔ وہ ہمیشہ سچ بولتے ہیں اس لئے مخالفت کے باوجود ہم لوگ ان کو صادق اور امین سمجھتے ہیں۔ مقوقس نے کہا جو شخص انسانوں سے جھوٹ نہیں بولتا وہ خدا پر کیسے جھوٹ بول سکتا ہے۔ ان کے پیرو کس قسم کے اشخاص ہیں؟ اور یثرب کے یہودی ان کے متعلق کیا خیال کرتے ہیں؟ میں نے جواب دیا کہ ان کے پیروکار کثرت سے غریب اور مسکین لوگ ہیں۔ یہودی ان کے سخت مخالف ہیں۔

مقوقس بولا پیغمبروں کے پیرو ابتداءً غریب لوگ ہی ہوا کرتے ہیں۔ وہ ضرور خدا کے پیغمبر ہیں اور تمام دنیا کو خدا کا پیغام پہنچانے آئے ہیں۔ یہودی رشک و حسد کی وجہ سے مخالفت کرتے ہیں ورنہ انہیں ان کی صداقت کا یقین ہے اور وہ بھی ہماری طرح ایک نبی کے منتظر ہیں جن کی صفات توراۃ میں موجود ہیں حضرت مسیحؑ کی تعلیم بھی یہی ہے کہ ان کی پیروی کرنا ضروری ہے ان کی جو صفات تم نے بیان کی ہیں انبیاء سابقین علیہم السلام کے بھی یہی اوصاف تھے اگر قبطیوں اور رومیوں تک ان کا اثر پہنچا تو بالآخر انہیں بھی ان کی پیروی کرنی پڑے گی۔

حضرت مغیرہؓ کہتے ہیں کہ "میرے دل پر مقوقس کی ان باتوں کا گہرا اثر ہوا۔ مصر سے واپسی میں حسن اتفاق سے میری ملاقات ایک بڑے عیسائی عالم سے ہو گئی۔ میں نے اس سے پوچھا کہ کیا تمہیں کسی نبی کے آنے کا انتظار ہے؟ اگر ہے تو اس کی صفات توراۃ انجیل میں کیا ہیں؟ عیسائی عالم نے میرے سوال کے جواب میں مجھے تفصیل سے بتلایا کہ۔ بے شک ہمیں ایک نبی کی آمد کا انتظار ہے وہ خدا کا آخری پیغمبر ہوگا ہمیں مسیحؑ نے تعلیم دی ہے کہ جب وہ ظاہر ہوں تو ہم ان کی پیروی کریں وہ نبی امی اور عربی ہوں گے ان کا نام احمد ہوگا ان کا حلیہ اور صفات یہ ہوں گی:۔

درمیانہ قد، آنکھیں بڑی اور ان میں سرخی کے ڈورے ہوں گے۔ رنگ سرخ و سفید ہوگا۔ موٹے کپڑے استعمال کریں گے۔ اور معمولی غذا تناول فرمائیں گے۔ بڑی سے بڑی طاقت سے خوف نہ کھائیں گے ان کے مقابلے پر جو آئے گا وہ بھی اس کا مقابلہ کریں گے۔ ان کے اصحاب ان کے ادنیٰ اشارے پر جان فدا کرنے کے لئے تیار ہوں گے ان کو اپنی اولاد مال باپ اور بھائیوں سے بھی زیادہ عزیز سمجھیں گے ایک حرم سے دوسرے حرم میں قیام کریں گے جس کی زمین پتھریلی ہوگی اور وہاں کھجوروں کے درخت کثرت سے ہوں گے۔ ان کا دین، دین ابراہیمی ہوگا۔ شکبروں کی وضع اختیار نہ کریں گے ان کی بعثت عام ہوگی۔ کل زمین ان کے لئے جا نماز ہوگی۔

حضرت مغیرہؓ کا بیان ہے کہ۔ ان باتوں نے میرے دل پر اتنا اثر کیا کہ میں خدمت اقدسؐ میں حاضر ہو کر مشرف باسلام ہوا۔

ولقد زينا السماء الدنيا بمصابيح
اور ہم نے آسمانوں کو زینت دی ستاروں سے
سُنارا جیولرز
آسمانوں کی زینت ستارے
خواتین کی زینت زیورات
صرافہ بازار میٹھادر کراچی نمبر ۲
فون نمبر: ۲۳۵۰۸۰

مفت مشورہ برائے خدمت خلق
فون نمبر:
دوکان 354840
رہائش 354795
ہمارے پاس شفا کی کوئی گارنٹی نہیں • شفا کی گارنٹی صرف اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔ پچکے گال۔ پتلے کمزور جسم کو مضبوط سمارٹ۔ خوبصورت۔ طاقتور بنانے کیلئے۔ بھوک۔ ہاضمہ۔ تبخیر گیس۔ خون کی کمی۔ بلغم۔ نزلہ۔ کھانسی۔ دمہ۔ حیض۔ لیکوریا۔ پتھری۔ جنسی طاقت۔ احتلام۔ مثانہ کی گرمی۔ خاص مردانہ۔ زنانہ و بچوں کی امراض تمام پرانی بیماریوں کیلئے چالیس سال کی تجربہ شدہ
دیسی دواؤں کا مفت مشورہ
و جواب کیلئے جوابی لفافہ یا اس کی قیمت ارسال کریں۔ جمعہ کو ناغہ
حکیم بشیر احمد بشیر رجسٹرڈ کلاس اے گورنمنٹ آف پاکستان فیصل آباد
محلہ غلام محمد آباد چاندنی چوک

ڈاکٹر جاوید اقبال کے فرمودات

ذرائع ابلاغ خصوصاً پریس آئے دن عوام سے بعض لوگوں کو دانشوروں کی حیثیت سے متعارف کرانے کا فریضہ ادا کرتا ہے اب بسا اوقات تو کچھ شخصیات واقعی دانشور ہوتی ہیں مگر مشاہدہ اور تجربہ بتاتا ہے کہ ؎

یہ کہا جو ہم نے ان کو تو اکثر میں کچھ نہ تھا
اس کا نتیجہ اور تو کچھ

نہیں ہوتا البتہ اس شخصیت پر اس کا منفی اثر ہوجاتا ہے کہ وہ اس زعم میں مبتلا ہوجاتی ہے کہ میں واقعی کچھ ہوں اور سوچ یہ بن جاتی ہے کہ میں تو چونکہ دانشور ہوں اب میرا ہر فعل واجب الاتباع اور ہر قول وحی منزل من السماء ہے وہ چشم تصور میں اپنے آپ کو بقراط اور ارسطو کے ساتھ ایک صف میں کھڑا دیکھتا ہے اور پھر آئے دن اس کی یہ کوشش ہوتی ہے کہ اپنی "گپوں" کو اخبارات کے صفحات تک پہنچا کر داد و تحسین وصول کرے اور یوں "اقوال زریں" کی دنیا میں ارسطو اور بقراط کو بھی پیچھے چھوڑ جائے۔

انہیں شخصیات میں سے ایک فرزند اقبال ڈاکٹر جاوید اقبال ہیں جنہیں جسٹس کی حیثیت سے ریٹائرمنٹ کے بعد اخبارات نے "دانشور" کے اعزاز اور خطاب سے نوازا بد قسمتی سے ڈاکٹر صاحب اس خطاب کو "ہضم" نہ کرسکے نتیجہ یہ کہ اگر ہر ہفتے نہ ہو تو دوسرے ہفتے لازماً ہمیں ان کے عجیب و غریب خیالات پڑھنے کو ملتے ہیں جنہیں ڈاکٹر صاحب یقیناً اقوال زریں سمجھ کر ہی ارشاد فرماتے ہوں گے۔ ہمارے ریکارڈ کیپر اللہ وارث صاحب جو اخبارات کے صفحات پر جاری انڈر لائن کردہ خبروں کو ریکارڈ کرتے ہیں وہ بھی ڈاکٹر صاحب کی انڈر لائن شدہ خبروں کے تسلسل پر ایک دن بے اختیار بول اٹھے "یار اس بندے نے کیا رولا پایا ہے روزانہ ہی اسدا کوئی نہ کوئی بیان آجاندا اے" (یار اس بندے نے کیا مصیبت ڈال رکھی ہے روزانہ ہی اس کا کوئی نہ کوئی بیان آجاتا ہے)

روزنامہ جسارت کراچی کی آٹھ جولائی ۱۹۹۲ء کی اشاعت میں ڈاکٹر صاحب کے تازہ ترین "اقوال زریں" شائع ہوئے ہیں جو کچھ اس طرح ہیں "جسٹس جاوید اقبال نے کہا ہے کہ اسلامی مملکت بنانے کے عمل نے پاکستان کو ایک سنگین بحران سے دوچار کردیا ہے .... انہوں نے اس بات پر شک کا اظہار کیا کہ اسلام پاکستان کو متحد رکھنے میں مددگار ہوسکتا ہے سقوط ڈھاکہ کے المیہ سے پاکستانیوں پر یہ بات واضح ہوجانی چاہیے تھی کہ اسلام باہمی مضبوطی کا وسیلہ نہیں بن سکتا سندھ میں ایم کیو ایم سرحد میں پختون قوم پرستوں اور پنجاب میں

سرائیکی اٹھ کھڑے ہوئے ہیں اور کشمکش شروع ہوچکی ہے ان تمام حقیقتوں کے پیش نظر اسلام متحد رکھنے والی قوت نہیں بن سکتی۔

(روزنامہ جسارت ۸ جولائی ۱۹۹۲ء)

ڈاکٹر صاحب کے ان "اقوال زریں" سے سنجیدہ اور دانش مند طبقے ڈاکٹر صاحب کی "دانش" سے متعلق اندازہ کرسکتے ہیں کہ وہ کس قبیل کی ہے اور آیا اس کو ایک صحت مند اور مثبت دانش قرار دیا جاسکتا ہے کہ نہیں؟ ڈاکٹر صاحب کے ان اقوال زریں میں چند باتیں قابل غور ہیں ایک تو یہ کہ ڈاکٹر صاحب فرماتے ہیں "اسلامی مملکت بنانے کے عمل نے "پاکستان" کو شدید بحران سے دوچار کردیا ہے" اگر ڈاکٹر صاحب لفظ "پاکستان" کی جگہ "مسلمان" استعمال کرتے تو شبہ ہوسکتا تھا کہ وہ پاکستان بنانے کے حق میں نہیں ہیں اور وہ کہنا یہ چاہتے ہیں کہ مسلمانوں کے لئے جو مسائل یہاں پیدا ہوگئے ہیں وہ الگ مملکت کے قیام کی وجہ سے ہیں لیکن ڈاکٹر صاحب لفظ "پاکستان" استعمال کر رہے ہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ وہ پاکستان کے حق میں ہیں (اور یہ ایک خوش آئند بات ہے) مگر ڈاکٹر صاحب کو غصہ اس بات پر ہے کہ یہ مملکت اسلام کے نام پر کیوں بنائی گئی یعنی کہ اگر پاکستان کو اسلام کے علاوہ کسی اور نام پر بنایا جاتا تو یہ شدید بحران نہ ہوتا کیونکہ شدید بحران کی جڑ تو اسلام ہے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ مملکت اسلام کے نام پر نہ بنائی جاتی تو کس نام پر اس کے قیام کو عمل میں لایا جاتا؟ سیکولر ریاست تو بھارت بن رہا تھا پھر ایک الگ سیکولر ریاست کی کیا ضرورت تھی؟ اگر سوشلزم کے نام پر ملک حاصل کیا جاتا تو یہ خواہش رکھنے والے چین جاسکتے تھے متحدہ ہند کو توڑنے کی کیا ضرورت تھی؟ اب یہ تو ہونے سے رہا کہ مسلمان ہندو یا عیسائی ریاست کے لئے جدوجہد کرتے یہ منطق قطعاً ناقابل فہم ہے کہ پاکستان کے قیام کے عمل کو درست بھی مانا جائے اور یہ بھی کہا جائے کہ ایسا اسلام کے نام پر نہیں ہونا چاہیے تھا۔ آگے چل کر ڈاکٹر صاحب فرماتے ہیں کہ "سقوط ڈھاکہ سے پاکستانیوں پر یہ بات واضح ہوجانی چاہیے تھی کہ اسلام باہمی مضبوطی کا وسیلہ نہیں بن سکتا" اللہ تعالیٰ نے جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری رسول بنا کر بھیجا اور انہیں مشن سونپا کہ وہ پوری دنیا کو اسلام کے پلیٹ فارم پر متحد ہونے کی دعوت دیں اور انسانیت کو یہ درس دیں کہ وہ اسلام میں داخل ہوکر یکجہ و واحد ہوجائیں کیونکہ اسلام بھائی چارگی اور اتحاد و یکجہتی کا ضامن ہے سوال یہ ہے کہ جس ملت کا خدا ایک رسول ایک کتاب ایک بیت اللہ ایک ہو وہ خود کیونکر ایک اور متحد نہیں ہوسکتی؟ کیا ڈاکٹر صاحب اپنے مذکورہ بالا ارشاد میں خدا اور اس کے رسول کو جھٹلا نہیں رہے ہیں؟

میں سمجھتا ہوں کہ ڈاکٹر صاحب اسلام کی بدترین توہین کے مرتکب ہوئے ہیں۔

باقی صفحہ ۲۰ پر

رشوت سے جنت

از عبدالرحمٰن کوڈیتور۔ کیرلا

قادیانی مذہب میں غربا و فقراء کے لئے جنت کا حصول مشکل مگر دولت مندوں کے لئے بالکل آسان ہے۔ نہ ان کے لئے پکے ایمان کی شرط ہے اور نہ اعمال صالحہ کی ضرورت وہ لوگ جس روپے سے دنیا میں جنت کی سی زندگی مول لیتے ہیں اسی طرح روپیہ دے کر ہی وہ بہشت بھی خرید سکتے ہیں۔

تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ مرزا غلام احمد نے جو قادیانی مذہب کا بانی ہے قادیان میں ایک مقبرہ بنایا جہاں اس کے مرید دفن کئے جائیں۔ بعد میں اس کو خیال پیدا ہوا کہ کیوں نہ اس قبرستان کو ذریعہ آمدنی بنایا جائے چنانچہ اس نے اس سلسلے میں ایک کتاب لکھی جس کا نام "الوصیت" ہے۔ اس میں تفصیل ہے کہ جو آدمی اس خاص مقبرے کے احاطے میں دفن کیا جائے گا وہ بغیر حساب و سوال کے "بہشت" میں داخل کیا جائے گا اور اس مقبرے کا نام اس نے "بہشتی مقبرہ" رکھا۔ اس نے لکھا:۔

"چونکہ اس قبرستان کے لئے بڑی بھاری بشارتیں مجھے ملی ہیں اور نہ صرف خدا نے یہ فرمایا کہ یہ مقبرہ بہشتی ہے بلکہ یہ بھی فرمایا کہ انزل فیھا کل رحمۃ یعنی ہر ایک قسم کی رحمت اس میں اتاری گئی ہے (الوصیت صفحہ ۱)

اگر قادیانی جماعت کا ہر ایک فرد اس مقبرہ میں دفن کیا جائے تو اس کا معنی یہ ہوگا کہ ہر ایک قادیانی جنت کا مستحق ہوگا۔ یہ روپیہ کمانے کی ایک چال ہے اس نے لکھا:۔

"اس لئے خدا نے میرا دل اپنی خاص وحی خفی سے اس طرف مائل کر دیا کہ ایسے قبرستان کے لئے ایسی شرائط لگا دی جائیں کہ وہی لوگ اس میں داخل ہو سکیں جو اپنے صدق اور کامل راستبازی کی وجہ سے ان شرائط کے پابند ہوں۔ سو وہ تین شرطیں ہیں اور سب کو بجا لانا ہوگا۔ (الوصیت صفحہ ۱)

(۱) اس قبرستان کی زمین موجودہ بطور چندہ میں نے اپنی طرف سے دی ہے لیکن اس احاطہ کی تکمیل کے لئے کسی قدر اور زمین خریدی جائے گی۔ جس کی قیمت اندازاً ایک ہزار روپیہ ہے۔ اسے خوشنما کرنے کے لئے درخت لگائے جائیں گے۔ کنواں لگایا جائے گا شمالی طرف پانی ٹھہرا رہتا ہے جہاں پل بنایا جائے گا۔ ان متفرق مصارف کے لئے دو ہزار روپیہ درکار ہوگا کل تین ہزار روپیہ ہوا۔ پہلی شرط یہ ہے کہ ہر ایک شخص جو اس قبرستان میں مدفون ہونا چاہتا ہے وہ اپنی حیثیت کے لحاظ سے چندہ داخل کرے۔

(۲) دوسری شرط یہ ہے کہ تمام جماعت میں سے اس قبرستان میں وہی مدفون ہوگا جو یہ وصیت کرے کہ اس کی موت کے بعد دسواں حصہ اس کے تمام ترکہ کا حسب ہدایت اس سلسلہ کی اشاعت اسلام اور تبلیغ احکام قرآن میں خرچ ہوگا۔ ہر ایک کامل الایمان کو اختیار ہے کہ اپنی وصیت میں اس سے بھی زیادہ لکھ دے۔ لیکن اس سے کم نہیں ہوگا۔

(۳) تیسری شرط یہ ہے کہ اس قبرستان میں دفن ہونے والا متقی ہو اور محرمات سے پرہیز کرتا ہو۔ کوئی شرک و بدعت کا کام نہ کرتا ہو اور سچا و صاف مسلمان ہو۔ (الوصیت صفحہ ۱۲-۱۳)

پہلی اور دوسری شرطیں تو واضح ہیں کہ دونوں دولت سے متعلق ہیں۔ لیکن تیسری شرط کے ہونے سے یہ منصوبہ بہشتی مقبرہ بظاہر اسلام کے لئے موزوں اور لائق سمجھتے ہوں گے۔ کیوں کہ اگر آدمی متقی اور مسلمان ہو تو اسے جنت حاصل ہونے میں کیا حرج ہے۔ اس کا جواب ہم بعد میں دیں گے۔

شرائط کے بعد مرزا قادیانی نے کچھ ہدایات بھی درج کی ہیں جن میں سے چند اہم حسب ذیل ہیں:۔

(۱) ہر ایک صاحب جو رسالہ الوصیت کی پابندی کا اقرار کرے ضروری ہوگا کہ وہ ایسا کم از کم دو گواہوں کی ثبت شہادت کے ساتھ اپنے زمانہ قائمی ہوش و حواس میں انجمن کے حوالے کریں۔ ضروری ہوگا کہ کم از کم دو اخباروں میں اس کو شائع کریں۔

(۲) انجمن کا یہ فرض ہوگا کہ قانونی اور شرعی طور پر وصیت کردہ مضمون کی نسبت اپنی پوری تسلی کر کے وصیت کنندہ کو ایک سارٹیفکیٹ اپنے دستخط اور مہر کے ساتھ دے دیں اور جب قواعد مذکورہ بالا کی رو سے کوئی میت اس قبرستان میں لائی جائے تو ضروری ہوگا کہ سارٹیفکیٹ انجمن کو دکھلایا جائے۔ یہ سارٹیفکیٹ .... نمبر

(۳) ہر ایک میت جو قادیان کی زمین میں فوت نہیں ہوگی ان کو بجز صندوق قادیان میں لانا ناجائز ہوگا اور ضروری ہوگا کہ کم از کم ایک ماہ قبل اطلاع دے دیں۔

(۴) اگر کوئی صاحب خدانخواستہ طاعون کے مرض سے فوت ہوں جنہوں نے رسالہ الوصیت کے تمام شرائط پورے کر دیئے ہوں ان کی نسبت یہ ضروری حکم ہے کہ وہ دو برس تک صندوق میں رکھ کر کسی علیحدہ مکان میں امانت کے طور پر دفن کئے جائیں۔ اور دو برس بعد لائے جائیں۔

(۵) اگر کوئی صاحب وصیت کریں اور اتفاقاً ان کی موت کسی دریا میں غرق ہو کر ہو تو ان کی وصیت قائم رہے گی۔ خدا تعالیٰ کے نزدیک ایسا ہی ہوگا کہ گویا وہ اسی قبرستان میں دفن ہوئے ہیں۔ اور جائز ہوگا کہ ان کی یادگار میں اسی قبرستان میں ایک کتبہ اینٹ یا پتھر پر لکھ کر نصب کیا جائے۔ اس پر واقعات لکھے جائیں۔

(۶) میری نسبت اور میرے اہل وعیال کی نسبت خدا نے استثناء رکھا ہے۔ باقی ہر ایک مرد یا عورت کو ان شرائط کی پابندی لازم ہوگی اور شکایت کرنے والا منافق ہوگا۔

(الوصیت صفحہ ۱۹-۱۷)

ان شرائط و ہدایات پر غور کرنے کے بعد تعجب ہوا ہوگا۔ حالانکہ یہ لوگ کہتے ہیں کہ ہم یعنی احمدیہ جماعت کا ہر رکن پڑھا لکھا ہے عقلمند اور مہذب ہے اندھا دھند عقیدت نہیں رکھتا بلکہ ساری ایمان کی باتیں عقل کی کسوٹی پر کس کر ہی ایمان رکھتا ہے وغیرہ۔ لیکن ہر ایک شرط سے معلوم ہوگا کہ دراصل مرزا غلام احمد اپنے مریدوں کو الو

بنا رہے ہیں۔ انہیں تو روپیہ فراہم کرنے کی فکر ہے انہوں نے اپنے اہل دعیال کو ان تمام شرائط سے مستثنیٰ کر دیا ہے اگر ان کے خاندان میں کوئی مثیل کنعان ہی پیدا کیوں نہ ہو تو اسے بھی جنت نصیب ہوگی۔ ایسے کافر اور لادین ہونے کے باوجود اس بہشتی مقبرہ میں دفنانا پڑے گا۔ اور مفت میں جنت میں پہنچ جائے گا۔ یہ ان لوگوں کی نرالی بے کہ دنیا میں کسی جماعت مذہبی یا غیر مذہبی میں ایسی باتیں نہیں ملیں گی۔

متقی اور سچے مسلمان ہونے کی شرط تو بظاہر صحیح اور موزوں محسوس ہوگی متقی اور سچے مسلمان کیلئے جنت نصیب ہونا کوئی اعتراض کی بات نہیں ہے۔ لیکن ہمیں اس بات پر غور کرنا چاہیئے کہ یہ شرطیں جنت میں داخل ہونے کی نہیں بلکہ یہ بہشتی مقبرہ میں دفنائے جانے کی شرطیں ہیں۔ واضح ہے کہ دفن ہونے سے پہلے ہی یہ طے پانا پڑے گا کہ یہ شخص متقی ہے کہ نہیں۔ اس کے لئے قادیانیوں کے پاس کیا طریقہ ہے؟ یہی سب سے اہم سوال ہے کیا انہوں نے ایسا کوئی تقویٰ میٹر۔ ایجاد کیا ہے جس سے آدمیوں کا تقویٰ ناپ سکیں؟

اس سوال کے جواب میں قادیانی مصنف مولوی اللہ دتہ کا بیان سنیئے! (یہ تسلیم کرنے کے باوجود کہ متقی ہونے کی بھی شرط لگائی ہے اسے چال قرار دیا گیا ہے۔ کیونکہ متقی ہونے کی تحقیقات نہیں ہوتی۔ یہ اس کا (اعتراض کرنے والے کا) ناپاک جھوٹ ہے ہمارے ہاں بہشتی مقبرہ کا ایک باقاعدہ صیغہ ہے۔ جب کوئی شخص وصیت لکھتا ہے تو اس صیغہ کے افسر کی طرف سے اس کی دینی حالت کے تفحص کے لئے بعض دوسرے احباب سے پرائیویٹ طور حلفیہ شہادتیں لی جاتی ہیں۔ اور وہ حسب ذیل مطبوعہ فارم پر ہوتا ہے:۔

تصدیقی فارم متعلقہ حالات موصیان بہشتی مقبرہ۔ قادیان۔ ضلع گورداسپور، پنجاب۔

(۱) مسمی .... متقی ہے اور محرمات سے پرہیز کرتا ہے اور کوئی شرک بدعت نہیں کرتا۔ سچا اور صاف مسلمان ہے۔ پابند احکام اسلام ہے وہ رشوت خور نہیں، امانت میں خائن نہیں۔ بیوی یا بیویوں سے عدل کا معاملہ کرتا ہے۔ وغیرہ۔

(۲) مندرجہ ذیل دینی خدمت میں ممتاز ہے:۔

....

میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میرے علم میں جہاں تک میں نے غور کیا ہے مندرجہ بالا باتیں مسمی میں پائی جاتی ہیں۔ دستخط مصدق۔ تاریخ۔

(تفہیمات ربانیہ صفحہ ۵۵۹۔۵۵۸)

اس جواب سے قادیانیوں کا یہ حال ہوگیا ہے جیسا کہ ملیالم زبان میں مثل مشہور ہے کہ:۔

توا سے کودا تو گرا چولہے پر۔

یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ ایک قادیانی کے جنت جانے یا دوزخ پانے کا فیصلہ چند معمولی قادیانیوں کے ہاتھ میں ہے۔ ان کے ہاں سے اسے جنت نصیب ہوتی ہے ورنہ وہ بدنصیب دوزخ میں گر جاتا ہے۔ ان لوگوں کی عقلمندی اور دانائی کا اندازہ آپ ہی کیجئے۔

یہ ایسا زمانہ ہے کہ سارا کام رشوت سے چلتا ہے۔ احمدیہ جماعت کے دو ایک معمولی افراد کو کچھ دے دلا کر ایک پکا کافر بھی جنت کی جاودان زندگی حاصل کر سکتا ہے۔ نہ اسے سچے ایمان یا اعمال صالحہ کی ضرورت ہے۔ بلکہ تھوڑا بہت روپیہ کافی ہے۔ یا یوں سوچئے کہ کون ایسا سخت دل ہو سکتا ہے جو اپنی ہی جماعت کے آدمی کے حق میں دوزخ لکھ دیتا ہے وہ جتنا ہی بدکار کیوں نہ ہو۔

میرے قادیانی دوستو! تم لوگوں نے نادانی سے قادیانی مذہب اختیار کیا ہوگا۔ البتہ اگر تمہاری عقل رہن نہیں رکھی گئی ہے تو سوچو ایسا بھی کوئی مذہبی عقیدہ ہو سکتا ہے؟

یہ کوئی معمولی کھیل تماشا کی بات تو نہیں ہے جاوداں زندگی میں جنت یا جہنم کے چناؤ کا مسئلہ ہے۔

قادیانی عقیدے کے مطابق جنت کا حاصل ہونا اتنا آسان ہے تو بعض کچھ روپیہ پیسہ دے دلا کر ہونے کے باوجود بہت سے قادیانی بغیر وصیت کئے رہتے ہیں۔ وہ ایک زریں موقع دنیا سے بہشت کے ریزرویشن کا کھو جاتے ہیں اس لئے بہشتی مقبرہ کے سیکرٹری صاحب کی طرف سے اخبارات میں مسلسل اشتہارات شائع کئے جاتے ہیں۔

" آج تمہارے لئے ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما سی فضیلت حاصل کرنے کا زریں موقع ہے اور وہ بہشتی مقام موجود ہے وہاں تم وصیت کر کے اپنے پیارے آقا مسیح موعود کے قدموں میں دفن ہو سکتے ہو۔ چونکہ احادیث میں آیا ہے کہ مسیح موعود رسول کریم کی قبر میں دفن ہوگا۔ اس لئے تم اس مقبرے میں دفن ہو کر خود رسول اکرم کے پہلو میں دفن ہوگے اور تمہارے لئے اس خصوصیت میں ابوبکر کے ہم پلہ ہونے کا موقع ہے۔

(الفضل ۲ فروری ۱۹۱۵ء)

اس اشتہار کا جادو ایسا ہے کہ قادیانی بہشت خواہاں وصیت کر کے خودکشی کرنے پر آمادہ ہو جائیں گے۔ ایک اور اشتہار سیکرٹری کا یوں ہے۔ ملاحظہ ہو:۔

" سالانہ جلسے میں آنے والے احباب موصیوں کے تابوت لانے سے بڑی تکلیف ہوتی ہے۔ ان حضرات کو چاہیئے کہ حسب ذیل ہدایات کی پابندی کریں۔

(۱) تابوت لانے سے ایک ماہ قبل آگاہ کر دیں۔

اس دفتر سے تحریری اجازت پانے کے بعد ہی تابوت لانا چاہیئے تا کہ قبر وغیرہ تیار کر سکیں۔ (سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان۔ (بدر ۱۹ نومبر ۱۹۸۱ء)

قادیانیوں کے اس سالانہ جلسے کا کتنا شرمناک نظارہ ہے جسے وہ ظلی حج یا حج سے بڑھ کر سمجھتے ہیں مردوں کے تابوت سر پر لدے آنے والے نمائندگان! سارٹیفکیٹ یا اسس کا معائنہ کر کے تابوت لینے کا ریسونگ کونٹر! قبر کی کھدوائی کرنے میں مصروف مزدور! ان کے درمیان غم والم کی زندہ مجسم تصویر جن کے پاس مردے کی تابوت نہیں صرف میزان پتھر ہے۔ جس پر مردے کا نام اور مختصر سا واقعہ لکھا ہوا ہے۔

(لطف یہ کہ آنجہانی غلام قادیانی نے پیش گوئی کی تھی کہ ہماری جماعت کا کوئی آدمی طاعون میں مبتلا نہ ہوگا یہ جماعت گویا کشتی نوح ہے۔ لہذا ٹیکہ لینے کی بھی ضرورت نہیں۔ لیکن اب رسالہ الوصیت میں طاعون میں مرے ہوئے قادیانی موصیوں کے لئے شرطیں بیان کی گئی ہیں۔)

چلتے چلتے

پیشکش
حافظ محمد حنیف ندیم

قادیانیوں کے چندہ اینٹھنے کے نئے نئے طریقے
لعنت بر پدر فرنگ و لعنت بر پسر فرنگ

ربوہ میں جو لوگ آباد ہیں ان کی زرعی زمینیں نہیں ہیں اور نہ سکنی جائیداد تو وہ قادیانی جماعت کی ہیں۔ وہاں بازار بھی ہیں ہر قسم کی دکانیں بھی ہیں۔ ہوٹل اور ریسٹورانٹ بھی ہیں۔ تقریباً ہر گھر میں وی سی آر اور ٹی وی بھی موجود ہے۔ یہ قادیانیوں کا مرکز ہے۔ ہم وہاں سے گزرتے یا ختم نبوت کانفرنسوں میں شرکت کے لئے جاتے ہیں تو ربوہ شہر کے مکینوں کی ٹھاٹھ باٹھ اور یہ شاہانہ بلکہ پرتعیش زندگی دیکھ کر حیران رہ جاتے ہیں۔ اور سوچتے ہیں کہ ربوہ میں اتنی دولت کہاں سے آئی؟

اس کے بعد ہم ان کے رسائل و جرائد کا مطالعہ کرتے ہیں اور ان میں یہ پڑھتے ہیں کہ فلاں نے اتنا چندہ دیا فلاں نے اتنا۔ فلاں نے اپنی جائیداد کا اتنا حصہ وقف کر دیا فلاں نے اتنا۔ کیوں کر دیا تاکہ دنیا میں ہی جنتیوں اور بہشتیوں میں اپنا نام لکھوا دیں۔ نام لکھوانے والا رات بھر وی سی آر دیکھتا رہا اسی دوران موت کے آہنی پنجوں نے اسے دبوچ لیا۔

جیب ٹٹولی۔ بہشتی مقبرے کی پرچی نکل آئی۔

ایک شور مچ گیا اور واہ واہ کے ڈونگرے برسنے لگے کہ بھئی کچھ نہ پوچھو مرنے والا بہشتی تھا۔ اسے کہتے ہیں:-

"ہلدی لگے نہ پھٹکڑی رنگ بھی چوکھا آئے۔"

کسی شاعر نے بھی شاید ایسے ہی شخص کے بارے میں کہا تھا:- ؎

رند کے رند رہے ہاتھ سے جنت نہ گئی۔

بات ہو رہی تھی ربوہ اور اس کے مکینوں کی......

کہ جب ان کے پاس اپنی زمینیں نہیں۔ جائیدادیں نہیں تو یہ دولت کی فراوانی خزانے کی ریل پیل کیسے اور کہاں سے آئی؟

اس مسئلہ پر ہم نے کچھ زیادہ ہی غور کیا تو بات سمجھ میں آگئی اور وہ یہ کہ قادیانی ایمان کے ڈاکو ہیں جبکہ ان کا پیشوا مرزا قادیانی نبوت کا چور ——— جو شخص ایمان کا ڈاکو ہو اور اس کے نزدیک ایمان کی کوئی اہمیت ہی نہ ہو تو وہ دولت کا ڈاکو بھی لازمی ہوگا پھر جو شخص نبوت کا چور ہو تو مال کی چوری اس کے نزدیک کیا وقعت رکھتی ہے پس معلوم ہوا کہ جہاں یہ نبوت چور اور ایمان کے ڈاکو ہیں وہاں دولت اور مال کے ڈاکو بھی ہیں

ایمان کے ڈاکو اور نبوت چور تو اس بنا پر ہیں کہ وہ سادہ لوح لوگوں کو یہ کہہ کر ورغلاتے ہیں کہ اب مرزا قادیانی نبی ہے اسے مان لو حالانکہ:-

؎ نہ صورت نہ سیرت نہ خال و نہ خط
نہاد ند نامش مسلماں غلط !!!!

اس میں نبوت کا وصف تو کیا انسانیت کا وصف بھی نہیں تھا نہ شکل تھی نہ عقل ہم نے خود اسے نہیں دیکھا تصویر دیکھی جسے دیکھ کر منہ سے نکلا۔ تھو۔ تھو۔ تھو۔

اسی پر اکتفا نہیں کیا ہم نے وہ الفاظ بھی بار بار دہرائے جو اس نے نور الحق نامی کتاب میں اپنے مخالفین کے بارے میں دہرائے ہیں یعنی۔ لعنت لعنت لعنت لعنت۔ الخ

بلکہ ہم نے اسے دیکھ کر زور سے یہ نعرہ لگایا ——

لعنت بر پدر فرنگ و لعنت بر پسر فرنگ۔

آپ حیران ہوں گے کہ اس نعرے کا یہاں کیا تک ہے۔

سو جناب یہ ہم نے اس لئے کہا کہ اس جیسے بدشکل اور بدعقل کو نبوت کے منصب پر بٹھانے والا فرنگی ہی تھا اور ایمان پر ڈاکہ ڈالنے کے گر اس نے سکھائے وہ باپ یہ بیٹا پھر ہم لعنت بر پدر فرنگ و لعنت بر پسر فرنگ کیوں نہ کہیں فرنگی یوں تو بہت بڑا عیار ہے لیکن مرزا قادیانی کو نبی بنانے میں دھوکہ کھا گیا یا پھر عمداً اس نے منصب نبوت کی توہین کی کیونکہ اس نے جس شخص کا انتخاب کیا اس پر یہ کہاوت صادق آتی ہے۔

کہتے ہیں ایک حبشی کالا کلوٹا ڈھنگر کا لوٹا۔ کان جیسے چھاج بھدی کا اور بھدی کی ناک۔ موٹے موٹے ہونٹ اور رنگ ایسا جیسے پرانے دور کے ریلوے انجن میں پڑنے والے کوئلے وہ شخص چلا جا رہا تھا سڑک پر اسے کہیں آئینہ پڑا ہوا ملا اس نے اٹھا کر دیکھا تو اپنی ہی بھدی شکل نظر آئی زور سے زمین پر دے مارا اور بولا! کم بخت کہیں کے اتنا بدشکل تھا جبھی تجھے کوئی یہاں پھینک گیا۔ یہ مثال مرزا قادیانی پر صادق آتی ہے شاید کسی شاعر نے ایسے ہی شخص کو مخاطب کرتے ہوئے کہا تھا:-

؎ اسٹیشن پہ نہ جانا اے مرے جانا نہ
کہیں کوئلہ سمجھ کر تمہیں انجن میں نہ ڈالیں

بہرحال مرزا قادیانی جیسے بدشکل کو فرنگی نے نبوت کا انعام (شاید یہ بھی اس دور میں نوبل انعام طرز کا کوئی انعام ہوگا) دے کر عیاری اور مکاری سے کام لیا ہے اور یا پھر منصب نبوت کی توہین کی۔ ہمارے خیال میں دونوں باتیں ہی صحیح ہیں اس لئے ہم کیوں نہ کہیں ؎

لعنت بر پدر فرنگ و لعنت بر پسر فرنگ۔

ہاں تو! بات ہو رہی تھی قادیان کی رائل فیملی کی

گروہ ڈاکو اور نبوت چور ہے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ دولت اور مال کا ڈاکو کیسے ہوئی؟

ہم پہلے عرض کر چکے ہیں کہ وہ بہشتی مقبرہ کے نام پر غریب قادیانیوں کی جائیداد ہتھیاتی ہے پھر اس نے چندہ اینٹھنے اور جیب تراشنے کے مختلف شعبے ایجاد کر رکھے ہیں جب خزانہ خالی ہوتا نظر آتا ہے تو مرزا طاہر کوئی نہ کوئی الہام گھڑ کر پیش کر دیتا ہے پھر چندہ بٹورتا ہے اور عیاشی خود کرتا ہے۔ مرزا قادیانی چندہ کے بارے میں کہتا ہے :-

وہ سب رسولوں کے وقت چندے جمع کئے گئے پس ہماری جماعت کے لوگوں کو بھی اس امر کا خیال ضروری ہے اگر یہ لوگ التزام سے ایک ایک پیسہ بھی سال بھر میں دیں تو بہت کچھ ہو سکتا ہے ہاں اگر ایک پیسہ بھی نہیں دیتا تو اسے جماعت میں رہنے کی کیا ضرورت ہے۔

(بدر ۱۹ جولائی ۱۹۰۳ء۔ الفضل قادیان ۲۵ فروری ۱۹۴۳ء)

دیکھا آپ نے! جو چندہ نہیں دیتا اسے جماعت میں رہنے کی بھی ضرورت نہیں گویا چندہ قادیانی جماعت کا بنیادی رکن ہے۔ سارے قادیانی امیر نہیں غریب بھی ہوں گے یہ ان غریبوں کے ہی نہیں بلکہ ان کے بچوں کے منہ سے لقمہ چھیننے والی بات ہے میرے خیال میں یہ گر مرزا قادیانی نے کوّوں اور بندروں سے سیکھا ہے کوے بچے کے ہاتھ میں روٹی کا ٹکڑا دیکھتے ہیں تو چھین کر لے جاتے ہیں جن علاقوں میں بندر عام ہیں وہ گھروں میں بھی پہنچ جاتے ہیں گھر سے کھانے پینے کا سامان اٹھا کر لے جاتے ہیں اگر کسی بچے کے ہاتھ میں روٹی کا نوالہ دیکھتے ہیں تو وہ بھی چھین لیتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ یہ کوّوں اور بندروں کی جماعت ہے۔

ہم ہی نہیں کہتے مرزا قادیانی نے خود بھی نزول المسیح میں کہا کہ میں نے ایک رویا میں اپنی جماعت کو بندروں اور سووروں کی شکل میں دیکھا ———— ہم اگر یہ بات کہیں تو قادیانی واویلا شروع کر دیتے ہیں کہ دیکھو جی یہ گالیاں دیتے ہیں۔ جبکہ مرزا قادیانی خود انہیں بندر اور سوّر تک کہہ رہا ہے لیکن پھر بھی قادیانی اتنے ڈھیٹھ اور بے شرم ہیں کہ اسی کو اپنا نبی اور رہنما جانے کیا کیا مانتے ہیں قادیانیوں کے لئے ڈوب مرنے کا مقام ہے۔

(نوٹ :- یہ چند سطور اخبار الفضل میں چندے کی چند اپیلیں پڑھ کر لکھی گئیں)

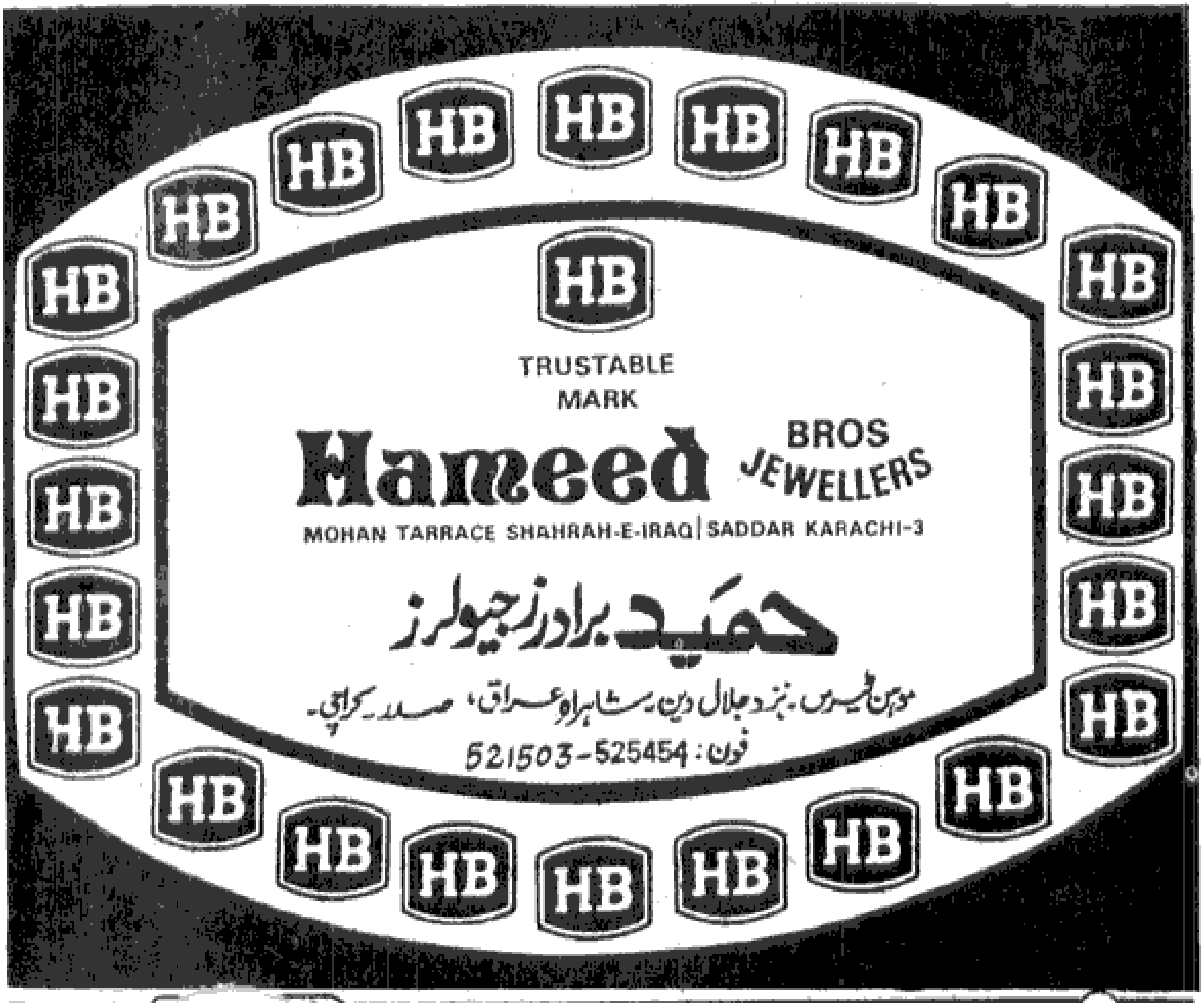

آخری قسط

مسئلہ کشمیر اور فتنۂ قادیانیت

طاہر رزاق ، لاہور

ہندو سورماؤں کے ہاتھوں گہرے زخم اٹھانے والے ہزاروں زخمی اور سفر کی مصیبتیں برداشت نہ کرنے والے بیمار ۔ طن کی دہلیز کا بوسہ لینے کی تمنا دل ہی میں لیے ملک عدم ہو گئے۔ غرضیکہ وہ حشر بپا ہوا کہ گورداسپور کی زمین خون مسلم سے سرخ ہو گئی۔ فضائیں چیخوں اور آہوں سے بھر گئیں اور ہواؤں میں آنسو تیرنے لگے۔

اور ایک قادیانی آزاد کشمیر کا صدر بن گیا

آزاد کشمیر میں مسلمانوں کی حکومت قائم ہونے سے قبل ہی قادیانیوں نے انتہائی مکاری و عیاری سے اپنی حکومت قائم کر لی۔ ریاست جموں و کشمیر کے قادیانی جماعت کے صدر غلام نبی گلکار کو آزاد کشمیر کا صدر بنا دیا گیا۔ یہ پروگرام انتہائی خفیہ طریقے سے عمل میں آیا اور انتہائی رازداری سے اسے عملی جامہ پہنا دیا گیا۔ پردے کے پیچھے بیٹھا قادیانی خلیفہ مرزا بشیر الدین ساری ہدایات جاری کر رہا تھا۔ گلکار نے حکومت پر بیٹھتے ہی تمام کلیدی عہدوں پر قادیانی مہرے بٹھانے شروع کر دیئے۔ مشہور صحافی کلیم اختر کے مطابق گورنر کشمیر، ڈیفنس سیکرٹری، انسپکٹر جنرل پولیس، ڈپٹی انسپکٹر جنرل پولیس، وزیر تعلیم، وزیر زراعت، وزیر صحت، وزیر انصاف، ڈائریکٹر میڈیکل سروسز، چیف انجینئر، اور دیگر بہت سے عہدوں پر قادیانی قابض تھے اور مسلمانوں کو دھوکا دینے کے لیے ان قادیانی افسروں کے نام بھی تبدیل کر دیئے گئے تھے تاکہ مسلمان عوام قادیانیت کی اس سازش کو سمجھ نہ سکیں اور اس بھیانک سازش کی گواہی قادیانیوں کی تاریخ سے مل جاتی ہے۔

"اصلی نام مصلحتاً پوشیدہ رکھے گئے اور ان کی بجائے ان کے متبادل نام رکھے گئے تاکہ ان کو کام کرنے میں آسانی ہو۔" (تاریخ احمدیت۔ از دوست محمد شاہد جلد ۲ حاشیہ صفحہ ۲۵۶)

قادیانیوں کی یہ حکومت چند دن چل کر چل بسی اور حکومت مسلمانوں کے ہاتھ میں آگئی اور قادیانی عزائم و منصوبے پھر کشمیر کی مٹی میں دفن ہو گئے۔ یہ سارا واقعہ جناب قدرت اللہ شہاب سے سنیئے۔

"اصلی آزاد کشمیر گورنمنٹ تو ۲۴ اکتوبر ۱۹۴۷ کے روز قائم ہوئی تھی۔ لیکن بوکھلا میں جہاد کا رنگ اور رخ بھانپ کر غلام نبی گلکار نامی کشمیری قادیانی نے ۲۰ روز قبل ہی ۴ اکتوبر کو اپنی صدارت میں آزاد کشمیر جمہوریہ کے قیام کا اعلان کر دیا۔ غالباً یہ اعلان راولپنڈی کے ایک ہوٹل "ڈان" میں بیٹھ کر کیا گیا۔ اسی ہوٹل کے کمرے میں بیٹھے بیٹھے مسٹر گلکار نے اپنی تیرہ رکنی کیبنٹ بھی منتخب کر لی تھی۔ جو زیادہ تر ایسے افراد پر مشتمل تھی جن کا تعلق قادیانی مذہب سے تھا۔ اس اعلان کے دو روز بعد ۶ اکتوبر کو مسٹر گلکار مظفر آباد کے راستے سری نگر پہنچ گیا۔ جہاں پر اس کی ملاقاتیں شیخ عبداللہ سے بھی ہوئیں۔ اس کے بعد اس کی حرکات و سکنات عام طور پر پردہ راز میں رہیں۔ باور کیا جاتا ہے کہ بارہ مولا سے سری نگر کی جانب مجاہدین کی پیش قدمی کی وجہ سے قادیانیوں کے اپنے منصوبے خاک میں مل گئے۔ انہوں نے جب دیکھا کہ یہ جنت ارضی بلا شرکت غیرے قادیانیوں کے ہاتھ میں نہیں بلکہ پاکستان جانے والی ہے تو انہوں نے بھی فضیلت کا لم کا روپ دھار کر اس امکان کو ملیا میٹ کر دیا۔" (شہاب نامہ صفحہ ۳۸۱ - ۳۸۰)

فرقان بٹالین:۔ اسلام دشمن پاکستان دشمن جنرل گریسی جو بدقسمتی سے پاکستانی فوج کا پہلا کمانڈر انچیف تھا نے قادیانی نوجوانوں پر مشتمل ایک بٹالین تشکیل دی۔ یہ پاکستانی فوج کی ایک باقاعدہ بٹالین تھی۔ فرقان بٹالین اکتوبر ۱۹۴۸ میں جہاد کشمیر کے سلسلے میں سیالکوٹ کے نزدیک جموں کے محاذ پر واقع گاؤں "معراج کے" میں متعین کی گئی۔ مرزا بشیر الدین محمود کے بیٹے مرزا ناصر احمد اور مرزا مبارک احمد اس بٹالین کے کرتا دھرتا تھے۔ دراصل یہ بٹالین انگریزوں کی جاسوس بٹالین تھی جو کشمیر سے ساری خبریں جنرل گریسی اور پھر جنرل گریسی کے ذریعے یہ خبریں بھارت کے کمانڈر انچیف جنرل مراگن لیک تک پہنچ جاتیں۔ اس بٹالین کو کشمیر میں بھیجنے کا مقصد ریاست پر قادیانی قبضہ جمانے کا پروگرام تھا۔ اب سوچنے کی بات یہ ہے کہ وہ جماعت جس کی بنیاد ہی فرنگی نے اس لیے اٹھائی کہ اس کے ذریعے مسلمانوں کے قلوب سے جذبہ جہاد کی شمع فروزاں کو گل کر سکے۔ جس جماعت کا "نبی" ساری زندگی اپنے کفریہ منشور سے تنسیخ جہاد کی کفریہ تبلیغ میں جتا رہا۔

"آج سے انسانی جہاد جو تلوار سے کیا جاتا تھا خدا کے حکم کے ساتھ بند کیا گیا۔ اب اس کے بعد جو شخص کافر پر تلوار اٹھاتا ہے اور اپنا نام غازی رکھتا ہے وہ اس رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نافرمانی کرتا ہے۔" (خطبہ الہامیہ مترجم صفحہ ۲۸ - ۲۹ مصنفہ مرزا قادیانی)

مزید زہر افشانی سنیئے

اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال
دیں کے لیے حرام ہے اب جنگ اور قتال
اب آگیا مسیح جو دیں کا امام ہے
دیں کے لیے تمام جنگوں کا اب اختتام ہے
اب آسماں سے نور خدا کا نزول ہے
اب جنگ اور جہاد کا فتویٰ فضول ہے
دشمن ہے وہ خدا کا جو کرتا ہے اب جہاد
منکر نبی کا ہے جو یہ رکھتا ہے اعتقاد
(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ صفحہ ۳۹ مصنفہ مرزا قادیانی)

اس جماعت کے افراد ایک بٹالین بنا کر اور وردی پہن کر اور ہتھیار اٹھا کر کشمیر میں کون سے جہاد کے لیے پہنچے تھے۔

یہ جہاد، صرف کشمیر میں قادیانی ریاست قائم کرنے کا پروگرام تھا۔ اس مقصد قبیح کے لیے فرقان بٹالین کو جو فوجی ساز و سامان دیا گیا اس کی فہرست اس طرح ہے۔

مکمل فوجی وردیاں ۱۰ دفعہ اعلیٰ فوجی افسر تک	۶۰۰
تھری ناٹ تھری کی رائفلیں	۵۹۹
موٹر نمبر	۲۲۶
گرنیڈ بم	۴۲
مشین گن	۲۰

ان کے علاوہ وائرلیس سیٹ، جاسوسی کے آلات اور کروڑوں روپے کا دیگر سامان جہاد کے منکروں کو "جہاد" کے لیے دیا گیا۔

فرقان بٹالین نے محاذ کشمیر پر جرات و شجاعت مردانگی کے کون سے درخشاں باب رقم کئے؟

کتنے قادیانی سورماؤں نے وطن عزیز کے لیے جانوں کا نذرانہ پیش کیا؟

کتنے مسلمانوں کی جان و مال اور عصمتوں کی حفاظت کی؟

یہ کام نہ تو انہوں نے کرنا تھے اور نہ ہی انہیں ان کاموں کے لیے بھیجا گیا تھا۔ جو "جہاد" انہوں نے کیا، وہ وہاں پکنک منانے، جاسوسی کرنے اور مفت کی تنخواہیں کھانے کے کام تھے اور یہ سارے کام انہوں نے کمال مہارت سے سرانجام دیئے۔ پھر جب مسلمانوں کے پرزور احتجاج پر وزیراعظم لیاقت علی خان نے اس شیطان بٹالین کو توڑ دیا تو نوبت چور کروڑوں روپے کا ملنے والا سارا اسلحہ چوری کر کے ہضم کر گئے اور حکومت کو کچھ بھی واپس نہ کیا۔

ڈھیٹ اور بے شرم بھی عالم میں ہوتے ہیں مگر
سب پہ سبقت لے گئی ہے بے حیائی آپ کی

لیکن قادیانی جماعت نے ۱۹۶۵ء میں فرقان بٹالین میں شامل ہر ادنیٰ اور اعلیٰ قادیانی کو "تمغہ دفاع کشمیر" عطا کیا گویا چوروں کے سروں پر پگڑیاں باندھی گئیں اور ڈاکوؤں کی دستار بندی کی گئی۔ لیکن یہ بات کتنی ہوش ربا، خطرناک اور تشویشناک ہے کہ ایک فوجی بٹالین کو اس کی "کارکردگی" پر ایک سول جماعت تمغوں سے نواز رہی ہے۔

اس کے علاوہ ان کے سرپرست جنرل گریسی نے فرقان بٹالین کو خراج تحسین پیش کیا اور اسے سپاس کا خط لکھا۔ یہ خط تاریخ احمدیت کے ص ۲۹۲ پر موجود ہے۔ جنرل گریسی تحسین و آفرین کا خط کیوں نہ لکھتا ہر آرٹسٹ اپنے شاہکار کی تعریف و توصیف کیا ہی کرتا ہے!

قادیانی سازشیں اور جنگ ستمبر ۱۹۶۵ء

وطن عزیز پاکستان کو معرض وجود میں آئے اٹھارہ برس گزر چکے تھے۔ پاکستان پر جنرل محمد ایوب خان کی حکومت تھی۔ آنا طویل عرصہ بیتنے کے بعد اور پاکستان میں انتہائی با اختیار ہونے کے باوجود قادیانیوں کو کشمیر اور قادیان نہیں بھولا تھا۔ ان کے جسم تو یہاں تھے لیکن دل کشمیر اور قادیان میں پڑے تھے۔ وہ بار بار کشمیر اور قادیان پر قبضہ کرنے کے لیے انگڑائیاں لیتے لیکن پھر کسی مصلحت کے تحت مجبوراً بیٹھ جاتے۔ ایوب خان کے ساتھ میجر جنرل اختر حسین ملک سیکرٹری خارجہ عزیز احمد اور پلاننگ کمیشن کے ڈپٹی چیئرمین ایم ایم احمد (پوتا مرزا قادیانی) کے انتہائی قریبی مراسم تھے۔ اس کے علاوہ کلیدی عہدوں پر فائز درجنوں قادیانیوں نے ایوب خان کے گرد گھیرا تنگ کر رکھا تھا۔ قادیانیوں نے ان خصوصی تعلقات کو سنہری موقع سمجھتے ہوئے ایوب خان کو کشمیر پر حملہ کرنے کے لیے تیار کرنا شروع کیا اور اس پر عملدرآمد کے لیے انہوں نے سائنسی انداز سے منصوبہ بندی کرنی شروع کی۔

وہ اکثر و بیشتر اپنے ہم مذہبوں کو خوش رکھنے کے لیے اور ان کے حوصلے بڑھانے کے لیے انہیں مرزا بشیر الدین محمود کی یہ باتیں سنایا کرتے تھے کہ

"اگر حالات نے اجازت دی اور مشرقی پنجاب (انڈیا) میں جانوں کی حفاظت اور سلامتی کا یقین دلایا گیا تو ہم قادیان میں جو جماعت احمدیہ کا مقدس مرکز ہے۔ واپس جائیں گے۔"

(روزنامہ الفضل ۱۸ مارچ ۱۹۴۸ء بیان مرزا بشیر الدین)

"پس مایوس نہ ہو اور اللہ پر توکل رکھو اللہ تعالیٰ کچھ عرصہ میں ایسے سامان پیدا کر دے گا۔ آخر دیکھو یہودیوں نے تیرہ سو سال انتظار کیا اور پھر فلسطین میں آ گئے۔ مگر آپ لوگوں کو تیرہ سو سال انتظار نہیں کرنا پڑے گا۔ ممکن ہے تیرہ سال بھی ذکر نا پڑے ممکن ہے۔ دس سال بھی ذکرنا پڑے اور اللہ تعالیٰ اپنی برکتوں کے نمونے تمہیں دکھا دے۔" (تقریر مرزا محمود بر سالانہ جلسہ، ربوہ، ۲۸ دسمبر ۱۹۵۶ء)

قادیانیوں نے کس حد تک منصوبہ بندی کر لی تھی۔ یہ ساری داستان مجاہد ختم نبوت و ممتاز صحافی اور خطیب آغا شورش کاشمیریؒ سے سنیئے۔

"نواب کالا باغ نے ۱۹۶۵ء کی جنگ کے واقعات پر گفتگو کرتے ہوئے راقم سے بیان کیا کہ ۱۹۶۵ء کی جنگ میں اللہ تعالیٰ نے ہماری حفاظت کی ورنہ صورت حال کے پامال ہونے کا احتمال تھا۔

نواب صاحب نے فرمایا مرزائی پاکستان میں حصول اقتدار سے مایوس ہو کر قادیان پہنچنے کے لیے مضطرب ہیں وہ بھارت سے مل کر یا بھارت سے لڑ کر ہر صورت میں قادیان چاہتے ہیں اور اس غرض سے پاکستان کو بازی پر لگانے سے بھی نہیں چوکتے۔ ایک دن میرے ہاں جنرل اختر حسین ملک آئے اور میرے ملٹری سیکرٹری کرنل محمد شریف سے کہا کہ مجھ سے ملنا چاہتے ہیں۔ میں نے لیس و پیش کی اور اپنے سیکرٹری سے کہا کہ میں نے جنرل ملک سے اگر ملاقات کی تو صدر ایوب جو مجھ سے پہلے ہی بدظن ہو چکے ہیں اور بدظن ہوں گے اور یہ حسن اتفاق ہے کہ میں بھی اعوان ہوں، جنرل ملک بھی اعوان ہے اور تم ملٹری سیکرٹری بھی اعوان ہو صدر ایوب کے کان میں الطاف حسین (ڈان) نے بات ڈال رکھی ہے کہ اس سے کسی امریکن نے کہا ہے کہ نواب کالا باغ ایوب خان کے خلاف اندر خانہ خود صدر بننے کی سازش کر رہا ہے۔ اس وقت تو جنرل ملک لوٹ گئے لیکن چند دن بعد تھیا گلی میں ملاقات کا موقع پیدا کر لیا کہنے لگے: "میں صدر ایوب کو آمادہ کروں کہ یہ وقت کشمیر پر چڑھائی کرنے کے لیے بہتر ہے۔ یقین ہے کہ ہم کشمیر حاصل کر پائیں گے۔ مجھے حیرت ہوئی کہ بیٹھے بٹھائے جنرل کو یہ کیا سوجھی؟ بہرحال میں نے عذر کر دیا کہ میں نہ تو فوجی ایکسپرٹ ہوں نہ مجھے جنگ کے مبادیات کا علم ہے۔ آپ خود ان سے تذکرہ کریں۔ انہوں نے کہا کہ صدر نہیں مانتا۔ وہ کہتا ہے۔ کہ اس لڑائی کے جلد بعد بھارت براہ راست پاکستان کی بین الاقوامی سرحدوں پر حملہ کر دے گا۔ میں نے کہا، صدر مجھ سے پہلے ہی بدگمان ہے۔ وہ یہ خیال کرے گا کہ اعوان اس کے خلاف سازش کر رہے ہیں۔ جنرل اختر ملک مجھ سے جواب پا کر چلے گئے۔ ... میں سی آئی ڈی کی معرفت مجھے ایک دستی اشتہار ملا جو

کشمیر میں کثرت سے تقسیم کیا گیا تھا۔ اس میں لکھا تھا کہ ریاست جموں و کشمیر انشاء اللہ آزاد ہوگی اور اس کی فتح و نصرت احمدیت کے ہاتھوں ہوگی۔" (پیشگوئی مصلح موعود)

اور میرے لیے یہ ناقابل فہم نہ تھا کہ جنرل اختر ملک اس پیش گوئی کو سچا بنانے کے لیے دوڑ دھوپ کر رہے تھے۔

راقم نے نواب کالاباغ کی یہ گفتگو محترم مجید نظامی ایڈیٹر نوائے وقت سے بیان کی تو انہوں نے تائید کی کہ ان سے بھی نواب صاحب یہی روایت کر چکے ہیں۔

۲۔ ڈاکٹر جاوید اقبال سے ذکر آیا تو حیران ہوتے ہوئے فرمایا کہ اس جولائی میں سر ظفر اللہ خان نے مجھے امریکہ میں کہا تھا کہ میں صدر ایوب کو پیغام دوں کہ یہ وقت کشمیر پر چڑھائی کے لیے موزوں ہے، پاکستانی فوج ضرور کامیاب ہوگی جہاں تک ہندوستان کے ہاتھوں بین الاقوامی سرحد کے آلودہ ہونے کا تعلق ہے ایسی کوئی چیز نہ ہوگی۔ میں نے صدر ایوب سے ذکر کیا تو انہوں نے فرمایا مجھ سے کہہ دیا ہے اور کسی سے نہ کہنا۔

صدر ایوب کو سر ظفر اللہ خاں نے پیغام دے کر اور جنرل اختر ملک نے خود حاضر ہو کر علاوہ دوسرے زعماء کے یقین دلایا تھا کہ کشمیر پر حملہ کرنے سے بھارت اور پاکستان میں براہ راست جنگ نہ ہوگی۔ (عجمی اسرائیل ص ۳۳-۳۴۔ از شورش کاشمیری)

۳۵ آخر کار ایوب خان قادیانیوں کی سازش کا شکار ہو گئے۔ جنرل اختر ملک نے مقبوضہ کشمیر پر تسلط قائم کرنے کے لیے ایک مربوط پلان تیار کیا جس کا کوڈ نام "جبرالٹر" تھا۔ اپریشن جبرالٹر کے تحت پاکستان نے کشمیری حریت پسندوں کو منظم کیا۔ انہیں تربیت فراہم کی اور ان کی راہنمائی کے لیے ۶ جولائی کو تربیت یافتہ رضا کار مقبوضہ کشمیر میں بھیج دیئے۔ کشمیری حریت پسندوں نے اپنی سرگرمیاں تیز کر دیں۔ جواباً بھارت نے بھی انگڑائی لی اور حریت پسندوں کی خلاف سخت کارروائی شروع کی۔ بھارت نے ایک قدم اور آگے بڑھتے ہوئے اگست کے وسط میں ایک زبردست اور اچانک حملہ کر کے کارگل کی فوجی اہمیت کی چوٹی پر قبضہ کر لیا۔ جس سے پورے پاکستان میں سخت مایوسی پھیل گئی۔ جنرل اختر ملک کو انتقام کے نام پر موقع مل گیا اور اس نے اپنی قیادت میں جموں کے علاقے چھمب اور جوڑیاں میں بڑی سرعت کے ساتھ پیش قدمی کر دی۔ چھمب اور جوڑیاں کا محاذ پٹھانکوٹ اور قادیان کی طرف تھا۔ ان محاذوں کی کمان جنرل اختر ملک اور بریگیڈیئر عبدالعلی کے ہاتھوں میں تھی۔ یہ دونوں سگے بھائی تھے اور کٹر قادیانی تھے۔ سوچنے کی بات یہ ہے کہ اگر حملہ کرنا ہی تھا تو کمان کسی مسلمان کے ہاتھ بھی دی جا سکتی تھی۔ قادیانی جرنیل آگے بڑھ کر یہ ثابت کرنا چاہتا تھا کہ میں نے کارگل کی چوکی کا بدلہ لے لیا ہے۔ لیکن ۳ ستمبر کو بھارتی وزیر اعظم نے اعلان کیا کہ بھارت اب اپنی پسند کا محاذ کھولے گا اور ۶ ستمبر کو بھارت نے اعلان کیے بغیر واہگہ سیکٹر پر نہتے مسلمانوں پر دھاوا بول دیا اور پاکستان جنگ کے شعلوں میں جلنے لگا۔ جب بھارت نے جبرالٹر اپریشن کے جواب میں لاہور اور سیالکوٹ کے محاذ کھولے تو پاکستانی افواج کو اپریشن جبرالٹر کو ادھورا چھوڑ کر فوری طور ان محاذوں پر آنا پڑا اور یوں یہ اپریشن بری طرح ناکام ہو گیا اور پاکستان ایک انتہائی خطرناک اور نقصان دہ جنگ میں الجھ گیا۔ یوں ایک قادیانی جرنیل نے اپنی جھوٹی نبوت کی پیشگوئی سچا ثابت کرنے کے لیے پورے پاکستان کو داؤ پر لگا دیا۔

زخم صدمے ہمیں دیتے نہ ہم فریادیوں کرتے
نہ کھلتے راز سربستہ نہ یوں رسوائیاں ہوتیں

ستمبر ۱۹۶۵ء کی جنگ نے ملک کا انجر پنجر ہلا کر رکھ دیا اور وطن عزیز کو ایسا دھچکا لگا کہ اس کے اثرات آج بھی محسوس ہو رہے ہیں۔ قادیانی امت کے جھوٹی نبوت کے خنجر سے وطن اور اہل وطن کو جو زخم لگے ان میں سے چند زخم ملاحظہ فرمائیے۔

- قادیانیوں نے سازش کے ذریعے جب یہ ہولناک جنگ شروع کروائی۔ اس وقت ملک میں امن و سکون تھا۔ زرعی شعبے کی ترقی اپنے بام عروج پر تھی۔ صنعت و حرفت کی گاڑی کی رفتار بھی لائق تحسین تھی۔ ملک میں جگہ جگہ کارخانے اور ملیں لگ رہی تھیں۔ جس سے پاکستان کی اقتصادی حالت کافی بہتر ہو رہی تھی۔ نئے نئے کالج اور یونیورسٹیاں کھل رہی تھیں۔ لیکن ملک گیر جنگ کے پھیلے ہوئے دھویں نے نظام تلپٹ کر کے رکھ دیا۔
- جنگ ستمبر ۱۹۶۵ء سے قبل فوجی تعمیر و ترقی جدید بنیادوں پر ہو رہی تھی۔ فوج کے پاس کافی مقدار میں جدید اسلحہ موجود تھا۔ ملک میں بھی اسلحہ سازی کا کام بہت بہتر ہو گیا تھا۔ لیکن ستمبر کی بے مقصد جنگ میں یہ سارا اسلحہ استعمال ہو گیا۔ مزید جنگ لڑنے کے لیے کروڑوں روپے کا اسلحہ خریدنا پڑا۔ اس کے علاوہ اسلامی ممالک نے بھی بڑی بھاری مقدار میں اسلحہ فراہم کیا۔ یوں افواج پاکستان قادیانی سازش سے بے حال کر رہ گئیں۔
- اس جنگ میں چودہ ہزار پاکستانی شہید و زخمی ہوئے۔ ہندوستانی فوج نے گاؤں کے گاؤں لوٹ لیے۔ کروڑوں روپے کی کھڑی فصلوں کو برباد کر دیا۔ مال مویشی ہانک کر لے گئے۔ درخت کاٹ لیے، ٹیوب ویل اکھیڑ لیے۔ لٹے پٹے بے گھر لوگوں کو خوراک و رہائش فراہم کرنا ایک بہت بڑا مسئلہ بن کر ابھرا۔
- اس جنگ کے بہانے بھارت نے کشمیری مسلمانوں پر ظلم و ستم کے پہاڑ توڑ دیئے۔ ہزاروں کشمیری حریت پسند شہید کر دیئے گئے۔ مسلمانوں کے گھر بار لوٹ لیے گئے۔ بھارتی درندوں کے ہاتھوں اسلام کی بیٹیوں کی عزتیں بھی محفوظ نہ رہیں۔ جس کے نتیجہ میں ایک لاکھ سے زائد کشمیری مسلمانوں کو آگ و خون کا دریا عبور کر کے آزاد کشمیر اور پاکستان میں پناہ لینا پڑی۔
- قادیانیوں کی لگائی ہوئی ۱۹۶۵ء کی جنگ ۱۹۷۱ء کی جنگ کا سبب بنی جس میں وطن عزیز دولخت ہو گیا۔ ۱۹۶۵ء کی جنگ پر تبصرہ کرتے ہوئے وطن عزیز کے نامور صحافی جناب ضیاء الاسلام انصاری لکھتے ہیں۔

"بعد کے واقعات اور شواہد نے ثابت کر دیا کہ یہ پاکستان کو ایک فضول اور نقصان دہ جنگ میں ملوث کرنے کی سازش تھی۔" (ہفت روزہ زندگی ۲۶ فروری ۱۹۹۰ء)

سابق وزیر خزانہ، ممتاز سفارت کار اور اقوام متحدہ کے مندوب سید امجد علی کہتے ہیں۔

"میں آج تک ۱۹۶۵ء کی جنگ کی وجہ نہیں سمجھ پایا جو بہت تباہ کن تھی۔" (روزنامہ نوائے وقت جمعہ میگزین ۱۰ جنوری ۱۹۹۲ء)

لیکن قادیانیوں کو اس سازش کے ناکام ہونے اور

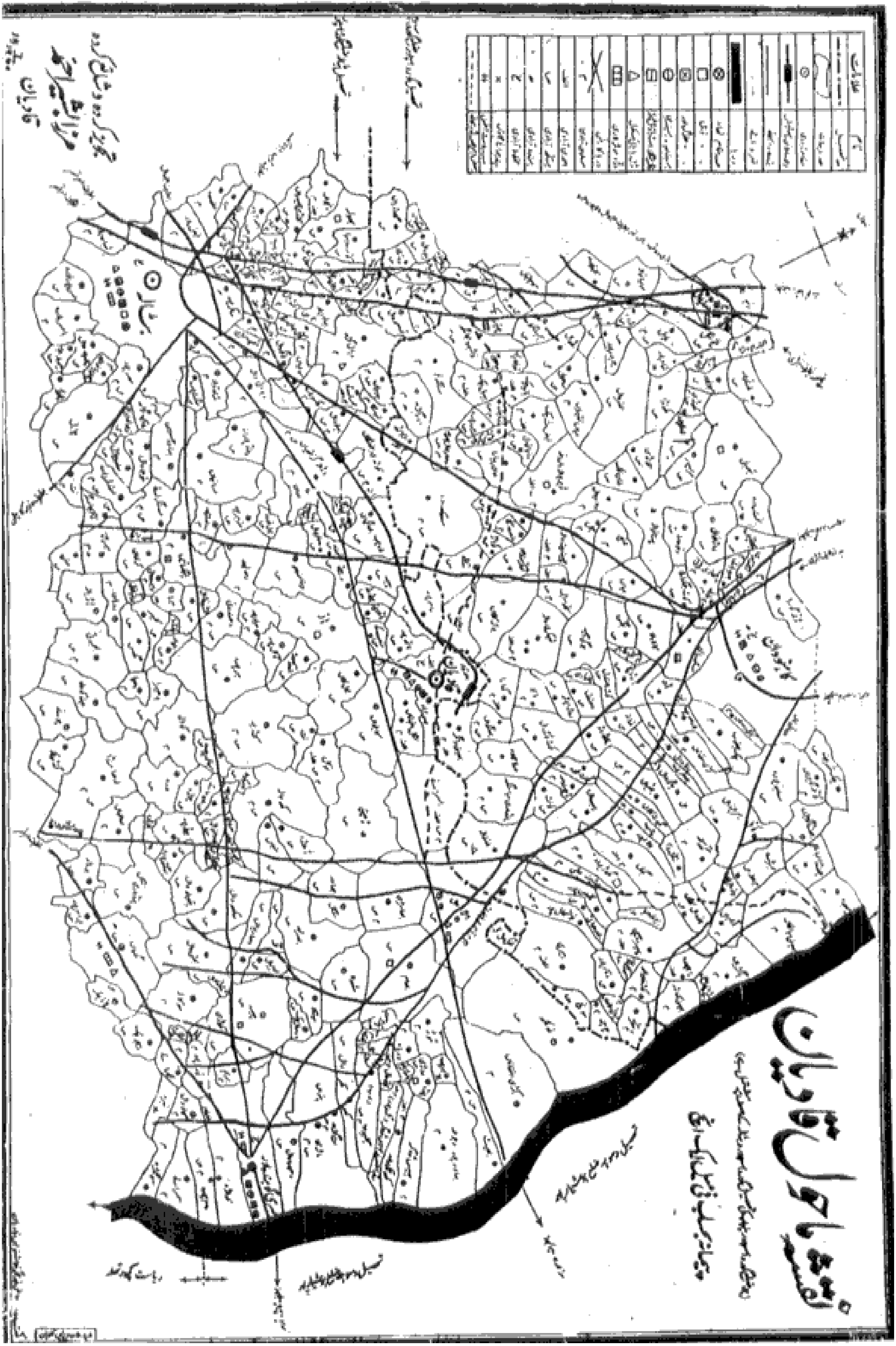

خوبی ڈرامہ رچانے کے باوجود ذرہ بھر شرم نہ آئی شرم آتی بھی کیسے؟ جس جماعت کے بانی نے جناب سرورکائنات محمد رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں نبوت کا دعویٰ کیا ہو اس جماعت سے شرم وحیا کی توقع کیسی؟ قادیانیوں نے کمال ڈھٹائی سے ۱۹۶۵ کی جنگ کو بہت بڑی فتح قرار دیا اور جنرل اختر ملک وبریگیڈیئر عبدالعلی کو ہیرو قرار دیا گیا حکومت میں ملے ہاتھ ہونے کی وجہ سے پانچویں اور چھٹی جماعت کی کتاب تاریخ وجغرافیہ میں جنرل اختر ملک کی رنگین تصویر بھی شائع کی گئی تاکہ اس پہلو سے قوم کے نونہالوں میں ایک قادیانی جرنیل کا چرچا کیا جائے اور اسی حوالے سے نوخیز نسل میں قادیانیت کی تبلیغ کی جائے۔ لیکن تلخ حقائق اپنے چہرے سے نقاب الٹ الٹ کر کہہ رہے ہیں۔

بدنما دکھتے ہیں جتنے چہرہ تاریخ پر
غور سے پڑھیئے انہیں اور فیصلہ خود کیجئے

اسرائیلی اور قادیانی کمانڈوز ارض کشمیر میں

اس چونکا دینے والی خبر نے دنیا بھر میں تہلکہ مچا دیا کہ اسرائیلی کمانڈوز کشمیر میں گھس گئے ہیں ڈل جھیل پر ابھی صبح کا سپیدہ نمودار ہوا ہی تھا کہ خاموش فضا فائرنگ سے گونج اٹھی۔ اردگرد کی آبادی کے لوگ وجہ معلوم کرنے کے لیے بدحواسی کے عالم میں گھروں سے نکل آئے۔ پھر انہوں نے دیکھا کہ دو گروہوں کے درمیان لڑائی ہو رہی ہے۔ واقعہ یوں ہوا کہ سات اسرائیلی اور ایک ڈچ سیاہ عورت ایک ہاؤس بوٹ میں بیٹھے تھے۔ مجاہدین کو خبر مل گئی کہ ہاؤس بوٹ میں بیٹھے ہوئے لوگ سیاح نہیں بلکہ سیاحوں کے روپ میں اسرائیلی کمانڈوز ہیں جو کشمیر میں حریت پسندوں کی تحریک کو کچلنے کے لیے بھارتی فوجیوں کا ساتھ دینے کے لیے اسرائیل سے خصوصی طور پر آئے ہیں۔ مجاہدین نے پہنچتے ہی ہاؤس بوٹ پر دھاوا بول دیا۔ اور ان سارے کمانڈوز کو گرفتار کر لیا۔ تھوڑی دور جاکر انہوں نے ڈچ سیاہ عورت اور ایک اسرائیلی عورت کو رہا کر دیا اور باقی قیدیوں کو لے کر اپنے ٹھکانے کی طرف چل پڑے۔ جب ہاؤس بوٹ کنارے پر پہنچی تو نہتے اسرائیلی کمانڈوز نے مجاہدین پر حملہ کر دیا اور ان سے ایک دو رائفلیں اور میگزین بھی چھین لیے۔ اس حملے میں ایک اسرائیلی ہلاک اور تین اسرائیلی زخمی ہوئے جب کہ ایک مجاہد نے جام شہادت نوش کیا۔ ہلاک ہونے والے اسرائیلی کا نام ایریز کاہانا اور زخمی ہونے والوں کے نام یائر ترکش، کوبی سیمنس اور دانی موین ہیں۔ جب کہ شہید ہونے والے مجاہد کا نام علی احمد ہے۔ ایک اسرائیلی کمانڈو گرفتار ہوا اور باقی ماندہ بھاگ کر ایک امام مسجد محمد اکرم کے گھر گھس گئے۔ اور اس کے ساتھ اس کی بیوی اور دو بچوں کو یرغمال بنا لیا۔ جب لوگوں نے اس مکان کو گھیر لیا تو اسرائیلی کمانڈو نے بلند آواز سے لوگوں کو مخاطب کر کے کہا کہ پولیس کو بلالو تو ہم ان یرغمالیوں کو چھوڑ دیں گے۔ چار افراد کی زندگیوں کو مدنظر رکھتے ہوئے لوگوں نے پولیس کو اطلاع دی۔ پولیس آن واحد میں آئی اور اسرائیلیوں کو لے کر چلتی بنی۔

بھارت ان اسرائیلیوں کو سیاحوں کے روپ میں کون سی سیر کرا رہا تھا۔ کیا یہ لوگ سیاح تھے؟ کیا سیاح یک دم اپنے حریف سے ہتھیار چھیننے کا فن جانتے ہیں اور پھر ان آٹومیٹک ہتھیاروں کو استعمال کرنے کے طریقوں سے واقف ہوتے ہیں؟

کیا سیاح انتہائی پھرتی سے دیوار پھلانگ کر کسی کے گھر میں داخل ہونا اور پھر سارے گھر کو یرغمال بنانا اور اردگرد اکٹھے ہوئے لوگوں کو خوفزدہ کرنا جانتے ہیں؟

جہاں تک سیاحت کی بات ہے بھارت نے ان دنوں جب کہ وادی کشمیر خون میں نہائی ہوئی ہے سیاحت پر مکمل پابندی لگا رکھی ہے۔ بھارت نے غیرملکی سیاحوں کو انتباہ کر رکھا ہے کہ کشمیر کے حالات بہت خطرناک ہیں۔ کسی کی زندگی بھی وہاں محفوظ نہیں۔ اس لیے سیاح کشمیر کا رخ نہ کریں۔ حتیٰ کہ بھارت نے ریڈ کراس، ایمنسٹی انٹرنیشنل اور انسانی حقوق کی دیگر تنظیموں کو ان کے بار بار اصرار کے باوجود انہیں کشمیر میں داخل ہونے نہیں دیا۔ غیرملکی اخبارات اور پریس ایجنسیوں نے اپنے اپنے رسک پر کشمیر میں جانے کی اجازت طلب کی تھی مگر انہیں بھی انکار ہو گیا۔ تو پھر سوچنے کی بات ہے کہ ان اسرائیلیوں کو کشمیر میں داخل ہونے کی اجازت کس لیے مل گئی؟ دراصل یہ سیاح نہیں بلکہ اسرائیل کی خفیہ ایجنسی موساد کے ممبران تھے۔ جن کی عمریں بیس سال سے کم تھیں اور جو ڈل جھیل کی ہاؤس بوٹ میں مقیم تھے۔ ڈل جھیل اور کہوٹہ ایٹمی پلانٹ کا فاصلہ صرف ۵۵ کلومیٹر ہے۔ اسرائیل کے سرپرست اعلیٰ امریکہ کے سرکاری ریڈیو وائس آف امریکہ نے اس امر کی تصدیق کر دی ہے کہ اسرائیلی کمانڈوز کہوٹہ کی تباہی پر عمل کرنے سری نگر آئے تھے۔ تل ابیب ریڈیو نے بھی ان سیاحوں کی فوجی حیثیت تسلیم کر لی ہے۔ بھارت کے مطابق وہاں ۱۶ اسرائیلی تھے لیکن حقیقتاً وہاں ایک سو سے زائد اسرائیلی موجود تھے۔

اسرائیل، بھارت اور قادیانی عالم اسلام بالخصوص پاکستان کے سب سے بڑے دشمن ہیں اور امریکہ ان تینوں شیطانوں کا سربراہ ہے۔ ان سب کے آپس میں بڑے گہرے مراسم ہیں۔ پاکستان میں قادیانی بھارت اور اسرائیل کے ایجنٹ کے طور پر کام کرتے ہیں۔ بھارت اور اسرائیل کے مفادات یکساں ہیں جو ان کی دوستی کو قوی در قوی کرتے جا رہے ہیں۔ بھارت کے سابق صدر مرار جی ڈیسائی نے اپنے دور اقتدار میں یہ انکشاف کیا کہ کانگریس کے زمانہ اقتدار میں نہ صرف یہ کہ بھارت اور اسرائیل کے خفیہ تعلقات قائم رہے بلکہ بمبئی میں اسرائیل کا باقاعدہ خفیہ قونصلیٹ موجود تھا۔ اس کو اندرا دور میں ترقی دی جانے والی تھی کہ اندرا دور کا خاتمہ ہو گیا۔

۱۹۷۱ء کی پاک بھارت جنگ میں اندرا گاندھی کے کہنے پر اسلام دشمن اسرائیل نے بھارت کو بہت ہی قیمتی اور نازک اسلحہ فراہم کیا۔ اس بات کا انکشاف جنگ کے بعد بھارتی سیاستدان سبرامنیم سوامی نے کیا۔ ابھی جب دو سال پہلے ہندوؤں نے بابری مسجد کو شہید کر کے وہاں مندر بنانے کا ناپاک منصوبہ بنایا تو اسرائیل نے اپنے خبث باطن کا مظاہرہ کرتے ہوئے مندر کی تعمیر کے لیے سونے کی اینٹ بھارت کو بھیجی۔

رسوائے زمانہ اسلام دشمن امریکی سنیٹر سٹیفن سولارز جو کہ صیہونی یہودی ہے۔ اس نے حال ہی میں مسئلہ کشمیر پر بھارت کی وکالت کرتے ہوئے بل پاس کروایا کہ کشمیر کا مسئلہ رائے شماری کے ذریعے نہیں بلکہ شملہ سمجھوتے کے ذریعے حل کیا جائے جب مجاہدین کشمیر نے حکومت بھارتیہ پر دباؤ ڈالنے کے لیے دو سویڈش انجینئروں کو سو دن سے بھی زائد اپنی حراست میں رکھا تو بھارت نے

اس اقدام کی قطعاً پرواہ نہ کی اور ان کی بازیابی کی کوئی کوشش نہ کی اور کسی بھی سویڈش سفارتی افسر کو سری نگر جانے کی اجازت نہ دی گئی۔ لیکن جب معاملہ اپنے جگر کے ٹکڑوں اسرائیلیوں کا آیا تو بھارت تڑپ اٹھا۔ گرفتار اسرائیلی کمانڈو کی رہائی کے لیے اقوام متحدہ تک جا پہنچا اور اقوام متحدہ کے سکریٹری جنرل پریز ڈی کوئیار سے ذاتی اپیل کروا کر مجاہدین سے رہا کروایا۔ بمبئی میں مقیم اسرائیلی قونصل جنرل موشے تدبیری کو نہ صرف مردہ یہودی کمانڈو کی لاش وصول کرنے کی اجازت دی گئی بلکہ خود ہندو گورنر گریش سکینہ ہاتھ باندھے اس کے استقبال کے لیے کھڑا تھا۔ ان محبت بھرے تعلقات کے اسباب کیا ہیں؟ اس گہری دوستی کے محرکات کیا ہیں؟ اس کا صرف ایک ہی سبب ہے کہ بھارت، پاکستان، وسط ایشیا اور خلیج تک کے علاقے کو ملا کر 'اکھنڈ بھارت' بنانا چاہتا ہے جب کہ اسرائیل پورے عرب کو یہودیوں کی میراث سمجھ کر ہڑپ کرنا چاہتا ہے۔

کئی سال قبل اسرائیل نے کمانڈوز کی مدد سے عالمی دہشت گردی کا ارتکاب کرتے ہوئے عراق کا ایٹمی پلانٹ تباہ کر دیا تھا اور اب خلیج کی تباہ کن جنگ کے نتیجہ میں عراق بحیثیت ایک عسکری قوت کے ختم ہو چکا ہے۔ اب یہود و ہنود کی غلیظ نگاہیں پاکستان پر مرکوز ہیں جس کے پاس ایٹمی صلاحیت موجود ہے اور وہ ان کی آنکھوں میں خار بن کر کھٹک رہا ہے۔ بھارت اور اسرائیل ایک عرصہ سے اس ناپاک کوشش میں مبتلا ہیں کہ مسلم دنیا کے اس واحد ایٹمی صلاحیت کے حامل ملک کو اس صلاحیت سے محروم کر دیا جائے تاکہ اکھنڈ بھارت اور گریٹر اسرائیل دنیا کے نقشے پر ابھر سکیں۔ لیکن کشمیری مجاہدین نے کہوٹہ پلانٹ سے صرف ۵۵ کلو میٹر دور ڈل جھیل میں کہوٹہ پر حملہ کے لیے تیار بیٹھے اسرائیلیوں کی چھیتے کی پھرتی سے دبوچ لیا اور یوں یہ منصوبہ ناکام رہ گیا۔ سوال اٹھتا ہے کہ وطن عزیز کے انتہائی اہم راز یہود و ہنود کی میز پر کون پہنچا تا ہے۔ یہ قبیح دھندہ پاکستان اور آزاد کشمیر میں حساس عہدوں پر بیٹھے قادیانی کر رہے ہیں اور یہ دشمنان وطن لمحہ لمحہ کی رپورٹ اپنے آقاؤں کو پہنچاتے ہیں۔ کہوٹہ ایٹمی پلانٹ، پاکستان اٹامک انرجی کمیشن، جی ایچ کیو اور سفارت خانوں ایسے حساس اداروں میں قادیانی گھسے ہوئے ہیں اور اپنے فعل شنیع میں مصروف ہیں۔ بھارت قادیانیوں کے لیے ماموں جی کا گھر ہے۔ وہ وہاں بڑے امن و سکون سے رہتے ہیں۔ قادیان میں جھوٹے نبی مرزا قادیانی کی قبر پر اشرار اور اس کے ۳۱۳ درویشوں کی مکمل نگہداشت کی جاتی ہے انہیں اپنی مذہبی پوجا پاٹ کی کھلی اجازت ہے۔ سرزمین بھارت وہاں کے بے کس مسلمانوں کے لئے مقتل کا روپ دھار چکی ہے۔ آئے دن مسلم کش فسادات ہوتے رہتے ہیں۔ مسلمانوں سے مساجد چھینی جا رہی ہیں۔ ان کے مذہبی تہواروں پر ان کا قتل عام کیا جاتا ہے۔ اور جب غم کے مارے مسلمان اپنے عزیزوں کے لاشے لے کر حکومت کے دروازوں پر دستک دیتے ہیں تو آوارہ قہقہے ان کا استقبال کرتے ہیں۔

جن سے خدا کا خوف بھی تھرا کے رہ گیا
ان ظالموں سے 'خوف خدا' مانگتے ہیں لوگ

لیکن بھارت میں کبھی بھی ہندو و قادیانی تصادم نہیں ہوا۔ کبھی بھی کسی قادیانی کے پاؤں میں کانٹا تک نہیں چبھا۔

حال ہی میں قادیانی سربراہ مرزا طاہر نے اپنا سالانہ جلسہ قادیان بھارت میں کرنے کا اعلان کیا۔ یہ بڑی حیرانگی کی بات تھی کہ مشرقی پنجاب جہاں سکھوں نے شورش بپا کر رکھی ہے اور کسی بھی پاکستانی کو وہاں جانے کا ویزا نہیں دیا جاتا۔ لیکن قادیانیوں نے قادیان میں حکومت کی کڑی نگرانی میں اپنا تین روزہ جلسہ منعقد کیا۔ دنیا کے مختلف ممالک سے قادیانی وہاں پہنچے اور سرکاری اعداد و شمار کے مطابق ... ۶ قادیانی پاکستان سے بھارت پہنچے مرزا طاہر کی تقریروں کو بھارتی ٹیلی ویژن 'دوردرشن' بڑے اہتمام سے دکھاتا رہا۔ ہاں اپنے جاسوسوں کی آؤ بھگت اسی طرح کی جاتی ہے۔ بھارت جب بھی کوئی دھماکہ کرتا ہے یا کوئی نیا اسلحہ تیار کرتا ہے تو رسوائے زمانہ قادیانی سائنس دان ڈاکٹر عبدالسلام اسے مبارک باد کے پیغامات بھیجتا ہے۔ ڈاکٹر عبدالسلام بھارت کے کئی خفیہ اور اعلانیہ دورے کرتا رہتا ہے۔ ایک دشمن ملک کے ساتھ ایک پاکستانی کا یہ طرز تعلق کن کن خطرات کی گھنٹیاں بجا رہا ہے؟ اس قادیانی سائنس دان نے یہود و نصاریٰ کو کہوٹہ پلانٹ کی ڈمی بنا کر دکھائی جس کی تفصیل جناب زاہد ملک کی کتاب ڈاکٹر عبدالقدیر خان اور اسلامی بم میں موجود ہے۔ پاکستان کے اسرائیل کے ساتھ کوئی سفارتی تعلقات نہیں کیونکہ اسرائیل برادر عرب اسلامی ممالک کے حقوق کا غاصب ہے۔ اسرائیل میں کوئی مذہبی مشن کام نہیں کر سکتا لیکن قادیانی مشن کو اسرائیل میں کام کرنے کی کھلی چھٹی ہے۔ ۱۹۷۴ء کی قومی اسمبلی میں مولانا ظفر احمد انصاری نے پارلیمنٹ کو یہ بتا کر ورطہ حیرت میں ڈال دیا کہ اسرائیل میں ۶۰۰ قادیانی باقاعدہ فوج میں بھرتی ہیں۔ اور انہیں سفاک قادیانی کمانڈوز نے فلسطین کے مظلوم مسلمانوں کے خون ناحق کے دریا بہائے ہیں۔ اب وہی قادیانی کمانڈوز اسرائیلی کمانڈوز کے ساتھ مل کر تحریک آزادی کشمیر کو کچلنے کے لیے کشمیر میں داخل ہو چکے ہیں اور کشمیری مسلمانوں پر ظلم و ستم کے پہاڑ توڑ رہے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ بھارت کی دہشت گرد فورس 'بلیک کیٹس' کی تربیت کر رہے ہیں بھارت نے ان کمانڈوز کو اس لیے بلایا ہے کہ یہ کمانڈوز فلسطین کی تحریک جہاد 'انتفاضہ' سے نبٹنے کا ایک وسیع تجربہ رکھتے ہیں اور ان کمانڈوز نے کشمیر میں اپنے منحوس قدم رکھتے ہی اپنے ظلم کے اذیت ناک طریقوں کو عمل میں لانا شروع کیا جس سے وادی جنت نظیر آگ، خون، دھوئیں، لاشوں، چیخوں، سسکیوں، ہچکیوں اور آہ و بکا سے بھر کر جہنم زار بن گئی ہے۔

اس طویل بحث کو اختصار میں سموتے ہوئے ہم مندرجہ ذیل حقائق حاصل کر سکتے ہیں

- ضلع گورداسپور کو بھارت کے حوالے کر کے کشمیر پر بھارت کا تسلط قائم کرانے والے مجرم ... قادیانی۔
- دریاؤں کی کمان بھارت کے حوالے کر کے پاکستان کی معیشت کو ہندو بنئے کے سفاک ہاتھوں میں دینے والے غدار .... قادیانی۔
- نہری پانی کے جھگڑے کے بانی عیار .... قادیانی۔
- کشمیر میں ۱۹۶۵ء کی فضول اور تباہ کن جنگ شروع کر کے ہزاروں کشمیری مسلمانوں کو شہید و زخمی کرانے والے، انہیں بے گھر کرانے والے، اور عفت مآب عورتوں کی عصمتیں لٹوانے والے دشمن اسلام .... قادیانی۔
- کشمیری کمیٹی کے نام پر کشمیری مسلمانوں میں ارتداد پھیلانے اور ان سے متاع ایمان چھین کر انہیں مرتد بنانے والے ایمان کے ڈاکو .... قادیانی۔

باقی صفحہ ۲۷ پر

اخبارِ ختمِ نبوت

سید امین گیلانی کی صدارت میں نونہالان ختم نبوت شیخوپورہ کا اجلاس

ملک بھر کی طرح شیخوپورہ شہر میں نونہالان عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی اپیل پر حکومت کی قادیانیت نوازی کے خلاف ۹ مئی کو یوم احتجاج منایا گیا۔ ایک احتجاجی جلسہ ہوا جس کی صدارت محترم سید امین گیلانی سرپرست اعلیٰ نونہالان عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت شیخوپورہ نے کی۔ چوہدری شہناز احمد خان امیر نونہالان ختم نبوت، چوہدری محمد آصف ورک طالبعلم رہنما، عبدالستار عاصم ناظم اعلیٰ نونہالان ختم نبوت اور جماعت کے دوسرے قائدین نے شرکت کی۔ چوہدری آصف ورک نے کہا کہ حکومت قادیانیت نوازی چھوڑ دے اور مرزائیوں کو اعلیٰ عہدوں سے الگ کرے۔ امیر چوہدری شہناز احمد خان نے مطالبہ کیا کہ جاپان، اردن اور ترکی میں قادیانی سفیر ہیں۔ نیو میکسیکو میں پاکستان کی طرف سے ایڈیشنل سیکرٹری قادیانی ہے۔ قادیانی نصیر احمد میجر جنرل فوج میں ہے۔ ان حضرات کو فوراً اعلیٰ عہدوں سے الگ کیا جائے۔

عبدالستار عاصم ناظم اعلیٰ نے کہا کہ حکومت قانون سازی کرے کہ مرزائی کلیدی آسامیوں پر فائز نہیں رہ سکتے تاکہ ان کا دروازہ ہمیشہ کے لئے بند ہو جائے۔

جڑانوالہ میں ۱۹ سال سے تعینات قادیانی افسروں کو برطرف کیا جائے

انجمن اصلاح نوجوانان اسلام کے صدر مولوی فقیر محمد نے چیئرمین واپڈا جنرل زاہد علی اکبر خان اور مقامی چیئرمین ایریا الیکٹریسٹی بورڈ مہر محمد انور سیال سے مطالبہ کیا ہے کہ جڑانوالہ گرڈ اسٹیشن پر ۱۹ سال سے تعینات قادیانی غیر مسلم مرتد ملک رفیق احمد اور ڈپٹی ڈائریکٹر قادیانی طیب بٹ کو فوری طور پر تبدیل کیا جائے اور قادیانی ایس ایس او II ملک رفیق احمد کو تبدیل نہ کرنے پر ایس ای واپڈا جی ایس او سرکل فیصل آباد کے خلاف تحقیقات کرائی جائے۔ انہوں نے کہا کہ قادیانی غیر مسلم ملک رفیق احمد نے جڑانوالہ گرڈ اسٹیشن کی سرکاری اراضی پر غیر قانونی طور پر برسیم اور سورج مکھی کی فصل کاشت کر رکھی ہے۔ چار سرکاری کوارٹروں پر ناجائز قبضہ کر کے توڑی بھر رکھی ہے۔ اور غیر قانونی طور پر ۱۷ گریڈ کے افسر کی کوٹھی پر ناجائز قبضہ کر کے رہائش رکھی ہوئی ہے۔ اس گرڈ اسٹیشن پر غیر قانونی طور پر بھینسیں پال کر دودھ فروخت کرتا ہے جس کے خلاف کئی دفعہ قادیانی مذہب کی تبلیغ کرنے اور ختم نبوت کے کارکن چوکیدار محمد اقبال کو تنگ کرنے پر تحقیقات کرائی گئی مگر یہ نور نظر قادیانی اپنا تبادلہ رکوا لیتا ہے۔ اب انجمن کی تحریک پر ایس ای جی ایس او سرکل واپڈا نے تین افسروں پر مشتمل ایک انکوائری کمیٹی ۲۱ اپریل ۹۲ء کو مقرر کی تھی مگر تاحال اس کمیٹی نے کوئی کارروائی نہیں کی ہے۔ انہوں نے مطالبہ کیا کہ ان خطرناک قادیانی افسروں کو فوری تبدیل کیا جائے اور انصاف کے تقاضے پورے کئے جائیں۔

کلورکوٹ کے حافظ اسلام الدین ڈاچروی انتقال فرما گئے

انا للّٰہ وانا الیہ راجعون

(رپورٹر جنڈانوالہ) مجلس تحفظ ختم نبوت کلورکوٹ کے صدر الحاج حافظ محمد زکریا نادری کے برادر اکبر جناب حافظ اسلام دین ڈاچروی پینسٹھ سال کی عمر پا کر ۱۱ مئی ۱۹۹۲ء بروز پیر انتقال فرما گئے۔

قیام پاکستان کے بعد کلورکوٹ میں سب سے پہلے قرآن کریم کی تعلیم کا سلسلہ آپ ہی نے شروع کیا۔ حضرت مرحوم کے پانچ فرزند ہیں۔ پانچوں حافظ قرآن اور مختلف مقامات پر پانچوں قرآن پڑھانے کی خدمت انجام دے رہے ہیں۔ مرحوم کو قرآن کریم سے ایسا شغف تھا کہ بعد از نماز مغرب نوافل و تہجد میں طویل قرأت فرماتے چلتے پھرتے ہر وقت زبان پر تلاوت قرآن جاری رہتی۔ مرحوم نے چالیس سال قرآن پڑھانے کی عظیم سعادت پائی۔ آپ کے شاگردوں کی تعداد کئی ہزار بنتی ہے۔ جماعتی احباب و قارئین کرام سے دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔

انتخاب مجلس تحفظ ختم نبوت جنڈانوالہ

جنڈانوالہ رپورٹ

مورخہ یکم جون ۱۹۹۲ء بروز پیر مجلس تحفظ ختم نبوت جنڈانوالہ کا ماہانہ اجلاس دفتر اندرون مدرسہ مدینۃ العلوم میں ہوا۔ تلاوت قرآن حافظ عبدالکریم نے فرمائی صدارت چوہدری نذیر احمد انبالوی نے کی۔ اجلاس کا خصوصی ایجنڈا سابقہ انتخاب کی مدت پوری ہو جانے پر آئندہ ۳ سال کے لئے نیا انتخاب عمل میں لانا تھا۔ اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے مولانا محمد یوسف سابق صدر مجلس تحفظ ختم نبوت جنڈانوالہ نے فرمایا کہ تحفظ ختم نبوت خالص دینی جماعت ہے الحمد للہ جس کو ہر مکتبہ فکر کا تعاون حاصل ہے۔ اس جماعت کا مشن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حرمت و تقدس کا تحفظ کرنا ہے۔ خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو اس مشن میں شامل ہو کر خدمت دین اور حرمت رسول کا تحفظ کر رہے ہیں۔ انہوں نے فرمایا جن لوگوں نے نبی اقدس کی نصرت و مدد کی وہی فلاح پانے والے ہیں۔ آپ کی نصرت آپ کی تعظیم کرنا آپ کی حرمت کا تحفظ کرنا ہے۔ بعد ازاں چوہدری نذیر احمد انبالوی نے اجلاس سے خطاب میں فرمایا کہ نبی کریم کی حرمت کا تحفظ تمام مسلمانوں پر فرض ہے۔ میری تجویز ہے کہ شہر جنڈانوالہ کی تمام دینی جماعتیں متفقہ طور پر ایک پلیٹ فارم یعنی مجلس تحفظ ختم نبوت کے اسٹیج پر جمع ہو کر دین کی خدمت انجام دیں تو یوں کام میں بہت آسانی اور بڑی برکت ہوگی۔ مضبوط قوت کے سامنے دشمن بوکھلا جاتا ہے۔ بعد از تحفظ ختم نبوت جنڈانوالہ کا آئندہ تین سال کے لئے انتخاب عمل میں آیا۔

سرپرست اعلیٰ حافظ محمد عباس صاحب مدرس مدرسہ تعلیم القرآن، صدر رانا محمد اسحاق صاحب، نائب صدر رانا محمد رفیع صاحب، جنرل سیکرٹری محمد یوسف آسی، جوائنٹ سیکرٹری رانا محمد شبیر شاہین، سالار اعلیٰ ملک عبدالغفار صاحب، خازن شاراحمد خطیب مسجد گلزار مدینہ منتخب ہوئے۔ آج اراکین و حاضرین مجلس کا جوش و خروش قابل دید تھا سینکڑوں افراد نے ناموس رسالت پر اپنا تن من دھن سب کچھ قربان کرنے کا عزم دہرایا۔ آخر میں مولانا محمد یوسف صاحب کی دعا پر رات گیارہ بجے اجلاس اختتام پذیر ہوا۔

کھڑی گندگر غازی ایبٹ آباد میں ختم نبوت یوتھ فورس کا قیام

تحفظ ختم نبوت یوتھ فورس نوال شہر ایبٹ آباد کے نائب صدر جناب محمد نثار عاصم صاحب نے کھڑی گندگر غازی میں تحفظ ختم نبوت یوتھ فورس کی تشکیل کے لئے نوجوانوں کا ایک اجلاس بلایا جس میں تمام مکاتب فکر کے لوگوں نے شرکت کی۔

قاری جمیل اختر صاحب نے تلاوت کلام مجید سے اجلاس کی باقاعدہ کارروائی شروع کی اس کے بعد جناب نثار عاصم صاحب نے تمام شرکاء اجلاس کو فتنہ قادیانیت کے بارے میں بتایا کہ اس فتنہ پرور جماعت نے کس طرح ملک کے اندر اپنی جڑیں پیوست کی ہوئی ہیں اور کلیدی عہدوں پر براجمان ہو کر یہ ملک و قوم اور مذہب کو تباہ و برباد کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

آج جب کہ یہ جماعت اپنی زندگی کے آخری سانس لے رہی ہے ہماری تھوڑی سی محنت سے جہنم واصل ہو سکتی ہے۔

اس کے بعد مولانا جمیل عمر صاحب نے شرکاء اجلاس کو تحفظ ختم نبوت کے لئے کام کرنے کی اہمیت بتائی کہ ختم نبوت کا تحفظ کرنا ہر مسلمان پر لازمی ہے کیونکہ یہ دین اسلام قیامت تک کے لوگوں کے لئے ہے اور اس دین کے ہر پہلو کو اللہ کے آخری پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑی تفصیل سے بیان کر دیا ہے اور اس کے بعد کسی ظلی بروزی نبی کا آنا شریعت میں موجود نہیں ہے بلکہ ہر مدعی نبوت، دجال اور کذاب ہے۔

اور اس کے خلاف جہاد ضروری ہے جس طرح حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسیلمہ کذاب کے خلاف جہاد کیا۔ ان بیانات کے بعد تنظیم کی تشکیل کی گئی اور ہر ایک نے اپنی جانی و مالی خدمات پیش کرنے کا پختہ ارادہ کیا اور اجلاس نے لوگوں کو مسئلہ قادیانیت سمجھانے کے لئے بہت جلد کھڑی گندگر غازی میں عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس کرانے کا خیال ظاہر کیا۔

اجلاس نے مندرجہ ذیل حضرات کو متفقہ طور پر منتخب کیا! یہ عہدیدار عبوری مدت (تین ماہ) کیلئے منتخب کئے گئے۔

(۱) کنوینئر ..... محمد نثار عاصم
(۲) صدر .... محمد صدیق
(۳) نائب صدر .... طاہر حمید
(۴) جنرل سیکرٹری ... ذاکر حمید
(۵) جوائنٹ سیکرٹری .... سید حسن شاہ
(۶) پریس سیکرٹری .... محمد سلیم
(۷) خازن .... منظور علی

ادارہ کا مراسلہ نگار کی رائے سے متفق ہونا ضروری نہیں

—— ادارہ ——

ہفت روزہ "ختم نبوت" کے ذریعے سے انجینئرنگ یونیورسٹی لاہور میں قادیانی سازشوں سے مسلمانان پاکستان کو آگاہ کرنا چاہتا ہوں۔

آرکیٹیکچر ڈیپارٹمنٹ انجینئرنگ یونیورسٹی لاہور میں قادیانی سازش کو عملی جامہ پہنانے کے لئے قادیانی ٹیچر کو ڈیپارٹمنٹ کا چیئرمین بنوایا گیا اور پھر اس قادیانی چیئرمین ڈاکٹر محمود نے دو قادیانی بطور اساتذہ بھرتی کئے۔ ان اساتذہ کو بھرتی کرنے کے لئے دو ایڈہاک اساتذہ کو فارغ کیا گیا۔ ان میں سے ایک استاد جناب سید سجاد حیدر بہت عرصے سے پڑھا رہے تھے اور دوسرے ایک نوجوان اور نہایت قابل ٹیچر جناب محمد احمد صاحب کو نکالا گیا۔ اور جن قادیانی ٹیچر کو بغیر کسی میرٹ کے بھرتی کیا گیا ان میں ایثار کامران اور عابد صغیر ہیں۔ ان دونوں اساتذہ سے تمام طالبعلم نالاں ہیں۔ آرکیٹیکچر ڈیپارٹمنٹ کے چیئرمین ڈاکٹر محمود ایک اور مسلمان ٹیچر جناب سردار علوف صاحب کو بھی تنگ کرتے ہیں اور ان کو بھی ڈیپارٹمنٹ سے نکال کر کسی اور قادیانی کو لانا چاہتے ہیں جبکہ آرکیٹیکچر ڈیپارٹمنٹ میں پہلے بھی ایک اور ٹیچر ڈاکٹر رفیق ملک سرگرم عمل ہیں اس طرح ڈیپارٹمنٹ میں چیئرمین (جس کے عہدے کی میعاد ختم ہو چکی ہے اور اسے دوبارہ EXTENTION دی گئی ہے تاکہ قادیانی مکروہ عزائم کو پورا کر سکیں) قادیانی ڈاکٹر محمود، ڈاکٹر رفیق ملک قادیانی ایثار کامران قادیانی عابد صغیر قادیانی کے علاوہ صدیق اکبر پروفیسر (جو اپنے آپ کو علی الاعلان قادیانی نہیں کہتے ہیں) قادیانیوں کے مکروہ عزائم کو انجینئرنگ یونیورسٹی عملی جامہ پہنانے کی کوشش کر رہے ہیں اور خاص طور سے سادہ لوح چیراسی کلیم اور بشیر کو اپنے چنگل میں پھنسانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اور آرکیٹیکچر ڈیپارٹمنٹ کے اسٹوڈنٹس براہ راست کسی قسم کا احتجاج کرنے کی پوزیشن میں فی الحال اس لئے نہیں ہیں کہ یہ قادیانی اساتذہ ان اسٹوڈنٹس کو کم SESSIONAL نمبر اور زبانی امتحان میں فیل کر دیتے ہیں۔

آرکیٹیکچر ڈیپارٹمنٹ انجینئرنگ یونیورسٹی کے طلباء ہفت روزہ ختم نبوت کے توسط سے وائس چانسلر ڈاکٹر اکرام اور چانسلر جناب میاں محمد اظہر گورنر پنجاب سے مطالبہ کرتے ہیں

- آرکیٹیکچر ڈیپارٹمنٹ کے قادیانی چیئرمین ڈاکٹر محمود کو عہدے کی میعاد ختم ہونے کی بناء پر فی الفور سبکدوش کیا جائے۔
- ایثار کامران اور عابد صغیر قادیانی اساتذہ کو برطرف کر کے یہ سیٹیں میرٹ کے مطابق پُر کی جائیں۔

طلباء و طالبات
آرکیٹیکچر ڈیپارٹمنٹ
انجینئرنگ یونیورسٹی لاہور

مسلمان خواتین کے لئے راہ نجات

- ایک نیک اعمال عورت ستر (۷۰) اولیاء سے بہتر ہے۔
- ایک بداعمال عورت ہزار بد اعمال مردوں سے بدتر ہے۔
- جب شوہر پریشان گھر آئے اور اس کی بیوی اس کو مرحبا کہے اور تسلی دے تو اللہ تعالیٰ اس عورت کو نصف جہاد کا ثواب عطا فرماتے ہیں۔
- جب شوہر سفر سے واپس آئے اور عورت اس کو کھانا کھلائے اور اس دوران اس نے کوئی خیانت بھی نہ کی ہو تو اس عورت کو ۱۲ سال کی نفلی عبادت کا ثواب ملتا ہے۔
- جو عورت اپنے شوہر کو کہے بغیر دبائے تو اس کو سات تولہ سونا صدقہ کرنے کا ثواب ملتا ہے۔ اگر شوہر کے کہنے پر دبائے تو سات تولہ چاندی صدقہ کرنے کا ثواب ملتا ہے۔
- جو شخص اپنی عورت کو رحمت کی نگاہ سے دیکھے اور بیوی اپنے شوہر کو رحمت کی نگاہ سے دیکھے تو اللہ تعالیٰ دونوں کو رحمت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔
- دو افراد کی نماز سر سے اوپر نہیں جاتی ایک وہ جو اپنے مالک سے بھاگا ہو دوسری وہ عورت جو اپنے خاوند کی نافرمان ہو۔
- جو عورت غیر مرد کو دیکھے اللہ تعالیٰ اس پر لعنت بھیجتے ہیں جیسے غیر عورت کو دیکھنا حرام ہے اسی طرح غیر مرد کو بھی دیکھنا حرام ہے۔
- سید البشر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورتیں نامحرم مردوں سے پردہ کریں۔ باریک کپڑا پہننے والی عورتیں، لوگوں میں خواہش پیدا کرنے والی عورتیں اور غیر مردوں کی جانب خواہش رکھنے والی عورتیں یعنی تکلف اور بناؤ سنگھار سے رہنے والی عورتیں نہ تو جنت میں داخل ہوں گی اور نہ ہی جنت کی خوشبو سونگھنے کو ملے گی۔ (مسلم شریف)
- رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو عورت نماز روزے کی پابندی کرے۔ پاک دامن رہے اور اپنے شوہر کی تابعداری کرے۔ اس کو اختیار ہے۔ جس دروازے سے چاہے جنت میں داخل ہو جائے۔ (مشکوٰۃ شریف)
- جو عورت بسم اللہ پڑھ کر آٹا گوندھے گی اللہ تعالیٰ اس کی روزی میں برکت ڈال دیتے ہیں۔
- جو عورت ذکر کرتے ہوئے جھاڑو دے اللہ تعالیٰ اس کو خانہ کعبہ میں جھاڑو دینے کا ثواب عطا فرماتے ہیں۔ اپنی بیوی کو ایک مسئلہ سکھانا اسی (۸۰) سال کی عبادت کا ثواب ہے۔
- ایک حاملہ عورت کی دو رکعت نماز بغیر حاملہ عورت کی اسی (۸۰) رکعتوں سے بہتر ہے۔
- جو عورت حاملہ ہو اس کی رات عبادت اور دن روزہ میں شمار ہوتا ہے۔
- جب کسی عورت کا بچہ پیدا ہو جائے تو اس کیلئے ستر (۷۰) سال کی نماز اور روزے کا ثواب لکھا جاتا ہے۔ اور بچہ پیدا ہونے میں جو تکلیف برداشت کرتی ہے ہر رگ کے درد پر ایک حج کا ثواب اور درجہ عطا ہوتا ہے۔ اگر بچہ پیدا ہونے کے بعد عورت چالیس (۴۰) دن کے اندر وفات پا جائے تو اس کو شہادت کا ثواب اور درجہ عطا ہوتا ہے۔
- جب بچہ روئے اور ماں بغیر کوسے اس کو دودھ پلائے تو اس کو ایک سال کی نماز اور روزہ کا ثواب ملتا ہے۔ جب بچے کا دودھ پینے کا وقت پورا ہو جائے تو آسمان سے ایک فرشتہ آکر اس خاتون کو خوشخبری سناتا ہے کہ اے خاتون! اللہ نے تم پر جنت واجب کر دی ہے۔

وفیات

جناب محمد اقبال صاحب حیدرآباد کو صدمہ

گزشتہ دنوں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مخلص رکن اور ہفت روزہ ختم نبوت کے قلمی معاون جناب محمد اقبال صاحب حیدرآباد کے برادر گرامی کچھ عرصہ شدید بیمار رہنے کے بعد انتقال فرما گئے انا للہ وانا الیہ راجعون عالمی مجلس کے مرکزی ناظم اعلیٰ حضرت مولانا عزیز الرحمٰن صاحب جالندھری، حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب عالمی مجلس صوبہ سندھ کے کنوینر حضرت علامہ مولانا احمد میاں حمادی، کراچی مجلس کے ناظم اعلیٰ مولانا محمد انور فاروقی نے مرحوم کی وفات گہرے دکھ اور صدمے کا اظہار کرتے ہوئے دعائے مغفرت کی ہے۔ ادارہ ختم نبوت جناب اقبال صاحب کے غم میں برابر کا شریک ہے اور قارئین سے مرحوم کے لئے ایصال ثواب اور دعائے مغفرت کی اپیل کرتا ہے۔

حافظ خلیل احمد قیصر کو صدمہ

حافظ خلیل احمد صاحب قیصر (نمائندہ جنگ لاہور) عالمی مجلس کے وڈ لعل عیسن ضلع لیہ کے راہنما اور ہفت روزہ ختم نبوت کے قلمی معاون ہیں ان کی والدہ محترمہ گزشتہ ماہ جولائی کو قصبہ روڈہ تحصیل ضلع خوشاب میں طویل عرصہ بیمار رہنے کے بعد انتقال فرما گئیں انا للہ وانا الیہ راجعون مرحومہ نے سوگواروں میں چار صاحبزادے اور ایک صاحبزادی کے علاوہ ایک درجن سے زائد پوتے پوتیاں چھوڑے ہیں ہماری دعا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ مرحومہ کی مغفرت فرمائے اور جملہ پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق مرحمت کرے (آمین)

قارئین ختم نبوت اور عالمی مجلس کے احباب وبزرگوں سے دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔

(ادارہ)

ختم نبوت زندہ باد

قادیانی مردہ باد

جناب میاں محمد نواز شریف صاحب وزیرِ اعظم پاکستان سے

دردمندانہ اپیل

- قادیانی آئین وقانون سے بغاوت کر کے خود کو مسلمان ظاہر کر رہے ہیں۔
- مبینہ طور پر الجزائر، ترکی، جاپان، رومانیہ میں آپکے دورِ اقتدار میں قادیانی سفیر براجمان ہیں۔
- یونیسکو میں ڈپٹی سیکرٹری قادیانی متعین کیا گیا۔

پ نے اپنے حالیہ دورہ (جون ۹۲ء) میں لندن جاکر ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کی عیادت کی۔ یہ وہ کمبخت ہے جس نے ۴ء میں قادیانی غیر مسلم اقلیت کی قرارداد کے پاس ہونے پر پاکستان کی سرزمین کو لعنتی قرار دے کر پاکستان کی ملازمت و رہائش ختم کر دی تھی۔ ایسے باغی سے آپ کا ملنا اسلامیانِ عالم سے ناروا زیادتی ہے۔

- فوج کے ایک افسر نصیر قادیانی کو آپکے دور میں ترقی سے نوازا گیا اور آگے پوری فوج پر چھا جانے کیلئے قادیانی راستہ کھل گیا
- شناختی کارڈ میں مذہب کے خانے کے اضافے کے حق میں چاروں صوبائی حکومتوں کی رپورٹیں آچکی ہیں۔
- اسلامی نظریاتی کونسل اپنی مطبوعہ سالانہ رپورٹ برائے ۷۸۔ ۱۹۷۷ء کے صفحہ ۱۵۴ پر سفارش ۲۴ میں شناختی کارڈ میں مذہب کے خانے کے اضافے کی سفارش کر چکی ہے۔
- وفاقی وزارت مذہبی امور نے سپیشل پیغام تحریری نمبری ۳۸۔ اے ڈی۔ جے ۹۲ء میں اسکے حق میں زوردار رپورٹ سفارش کی ہے۔
- وفاقی وزارتِ داخلہ اور وزارتِ قانون نے مذہب کے خانے کے اضافے کی تجویز پاس کی۔
- قومی و دینی رہنماؤں نے آپ سے اور صدرِ مملکت سے بالمشافہ اس کا مطالبہ کیا۔ اخبارات گواہ ہیں کہ صدرِ مملکت نے واضح یقین دہانیاں اور صریح وعدے فرمائے۔
- تمام مکاتبِ فکر کی دینی جماعتوں کا یہ ایک متفقہ مطالبہ ہے۔
- اسلام کے نام پر برسرِ اقتدار آنے والی حکومت مذہب کے نفاذ کے وعدے کا ایفا تو درکنار صرف لفظ "مذہب" شناختی کارڈ میں درج کرنے سے گریزاں ہے۔

آخر کیوں؟

حق تعالیٰ آپ کو اُمتِ مسلمہ کے جذبات کے احترام کی توفیق بخشیں۔ آمین

آل پارٹیز مرکزی مجلسِ عمل تحفظ ختمِ نبوت پاکستان

بقیہ : مسئلہ کشمیر اور قادیانیت

- اسرائیلی فوج میں بھرتی ہوکر اور جدید کمانڈو ٹریننگ لے کر ہندوستانی فوج کے ساتھ مل کر کشمیری مسلمانوں پر ظلم وستم کے پہاڑ توڑنے والے درندے ..... قادیانی۔
- پاکستان اور آزاد کشمیر کے کلیدی عہدوں پر بیٹھ کر وطن عزیز اور کشمیری مجاہدین کے انتہائی اہم راز بھارت کو پہنچانے والے ہندو ایجنٹ .... قادیانی۔

ہوتا ہے ایک پل میں کھنڈر دل بسا ہوا
پانی بھی مانگتا نہیں تیرا ڈسا ہوا

اے مسلمان مردوزن وپیر وجوان! آج ہمارے کشمیری مسلمان بھائی سربلندی اسلام کی جنگ لڑ رہے ہیں۔ وہ کائنات کے بدترین مشرک ہندو سے برسرپیکار ہیں۔ وہ گھر جلوا کر بچے کٹوا کر اور عصمتیں لٹوا کر گلی گلی علم جہاد بلند کر چکے ہیں۔ وہ انتہائی نامساعد اور کٹھن حالات میں گھرے ہوئے ہیں۔

دیکھو! ظالم ہندو کی مدد کے لیے یہود ونصاریٰ اور قادیانی پہنچ گئے ہیں۔ لیکن ہم لبوں پر مہر سکوت لگائے ساحل کے تماشائی بنے بیٹھے ہیں۔ اے آغوش دنیا میں مست مسلمان! کشمیری مسلمان تیری راہ تک رہا ہے۔ اس کے کان تیرے قدموں کی آہٹ سننے کے لیے بیتاب ہیں۔ وہ تجھے مدد کے لیے پکار رہا ہے۔ اس طرح جس طرح راجہ داہر کے لٹیروں میں گھری ہوئی مسلمان عورت نے حجاج بن یوسف کو پکارا تھا۔ دیکھو قرآن ہم دنیا مستوں کو جھنجھوڑ جھنجھوڑ کر کہہ رہا ہے۔

" تمہیں کیا ہوگیا ہے کہ تم خدا کی راہ میں ان مردوں، عورتوں اور بچوں کے لیے نہیں لڑتے جنہیں کمزور پاکر دبا لیا گیا ہے اور جو دعائیں مانگتے ہیں کہ خدایا ہمیں اس بستی سے نکال جس کے کار فرما ظالم ہیں " (سورۃ النسأ)

دیکھو صاحب قرآن صلی اللہ علیہ وسلم ہماری توجہ ان مظلوم وبے کس مسلمانوں کی طرف دلاتے ہوئے اور اس کار عظیم کا اجر وانعام بھی بتاتے ہوئے فرمارہے ہیں۔

" جس نے کسی مجاہد کو سامان دلادیا اور روپیہ سے اس کی امداد کی یا اس کے بیوی بچے کی اس کے پیچھے پوری پوری خدمت کی تو اس شخص کو غازی کے برابر ثواب ملتا ہے۔ اور غازی کے ثواب میں سے کچھ کمی نہیں ہوتی " (صحاح)

اگر ہم نے قرآن اور صاحب قرآن صلی اللہ علیہ وسلم کی صدا پر گوش ہوش نہ رکھے اور دنیا کی لذتوں کے اسیر رہے تو پھر خوبصورت گھروں میں بیٹھ کر ہمیں اللہ کے عذاب کا انتظار کرنا چاہیئے۔

" جو مسلمان اپنی زندگی میں نہ کبھی اللہ کی راہ میں لڑا۔ نہ کسی مجاہد کے لیے سامان جہاد مہیا کیا اور نہ کسی مجاہد کے اہل وعیال میں خیر خواہی کے ساتھ مقیم رہا۔ اللہ تعالیٰ اس شخص کو قیامت سے پہلے ایک عذاب ومصیبت میں مبتلا کریں گے " (ابوداؤد)

اٹھو وگرنہ حشر نہیں ہوگا پھر کبھی
دوڑو زمانہ چال قیامت کی چل گیا

بقیہ : پریس کانفرنس

اگر اسلام متحد رکھنے کا وسیلہ نہیں ہے تو پھر بتایا جائے کہ وہ وسیلہ کیا ہے جو انسانیت کو متحد رکھ سکتا ہے آخر خدا نے یہ جو اتنے انسان پیدا فرمائے ہیں ان کو یوں ہی منتشر تو نہیں چھوڑ دیا ہوگا بلکہ وہ خدا تو اس پر بھی قادر ہے کہ وہ ان کو متحد رکھنے کے لئے کوئی نظام وضع کرے اور اس نے یقیناً ایسا کیا بھی ہے ہمارا اور تمام مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ وہ نظام اسلام ہی ہے جبکہ ڈاکٹر صاحب کو اس سے اختلاف ہے ڈاکٹر صاحب کو چاہیئے تھا کہ وہ اتحاد کے وسیلے کا نام بھی بتلادیتے۔

میں ڈاکٹر صاحب سے سوال کروں گا کہ انکا مذہب کیا ہے؟ اگر وہ اپنے آپ کو مسلمان کہلاتے ہیں تو میں انتہائی عاجزی سے ان سے عرض کروں گا کہ وہ ایسے مذہب کو کیوں اختیار کیے ہوئے ہیں جو بقول ان کے متحد رکھنے کا وسیلہ نہیں۔

ڈاکٹر صاحب نے آگے چل کر بعض قومیتوں کے نام گنوا کر فرمایا ہے کہ ان حقیقتوں کے پیش نظر اسلام متحد رکھنے کی قوت نہیں رکھتا۔ اگر مسلمان قومیتوں میں بٹ کر منتشر ہوجائیں تو اس میں اسلام کا کیا قصور ہے کہ الزام اُسے دیا جارہا ہے کہ وہ متحد رکھنے کی قوت نہیں رکھتا اسلام لاٹھی لے کر قومیتوں کے پیچھے بذات خود نہیں پڑ سکتا کہ خبردار! سر نہ اٹھانا متحد رکھنے کی قوت یہی ہی ہوں نہیں! نہیں! ایسا نہیں ہے بلکہ اسلام نے تو انسان کو سیدھا راستہ بتلا دیا ہے وہ جبر نہیں کرتا اب یہ انسان پر منحصر ہے کہ وہ اس راستے کو اختیار کرتا ہے یا باطل پر چلتا ہے اسی طرح پھر اسلام نے دعوت اسلام دینے کے بعد اسلام کے دائرے میں داخل ہونے والوں کو قومیتوں کے نام پر تقسیم ہونے کے بھیانک نتائج سے بھی آگاہ کر دیا ہے اگر مسلمان ان تعلیمات پر عمل کریں تو کوئی وجہ نہیں کہ اسلام مسلمانوں کو متحد نہ رکھ سکے لیکن اگر کوئی یہ سب کچھ بتلانے کے باوجود قومیتوں کے جھگڑوں میں پڑ جائے اور پھر بھی اتحاد کا تصور کرے تو یہ محال ہے ڈاکٹر صاحب کا یہ ارشاد "کرے کوئی بھرے کوئی" کا شاہکار ہے جرم مسلمان کرے اور اس کی سزا ایک "بج" اسلام کو دے یہ کہاں کا انصاف ہے؟

بقیہ : امہاتُ المؤمنین

حضور کے چچا

ان کے نام سیرت ابن ہشام میں حسب ذیل ہیں۔

(۱) حضرت حمزہؓ (۲) حضرت العباسؓ (۳) ابوطالب (والد حضرت علی کرم اللہ وجہہ) (۴) ابولہب (عبدالعزیٰ) (۵) زبیر (۶) مقوم (۷) ضرار (۸) مغیرہ (۹) حارث۔

ان میں سے حضرت حمزہؓ جو غزوۂ احد میں شہید ہوئے اور جن کو حضور نبی اکرمؐ نے سید الشہداء کا خطاب عطا فرمایا۔ دوسرے حضرت عباسؓ ایمان لائے۔

حضور کی پھوپھیاں

(۱) حضرت صفیہؓ (۲) ام الحکم البیضا (یہ حضرت عثمان غنیؓ کی نانی تھیں) (۳) اروی (۴) عاتکہ (۵) برہ (۶) امیمہؓ

ان میں سے حضرت صفیہؓ اور حضرت امیمہؓ نے اسلام قبول کیا۔ ان کے فرزند حضرت زبیرؓ تھے جو ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ کے حقیقی بھتیجے اور سیدنا حضرت صدیق اکبرؓ کے داماد تھے۔ جن کو حواری رسولؐ ہونے کا بھی شرف حاصل تھا۔ مؤرخین نے اروی اور عاتکہ کے متعلق بھی لکھا ہے کہ انہوں نے بھی اسلام قبول کر لیا تھا۔ واللہ اعلم۔

KHATME NUBUWWAT (AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE)
Registered No. M-160

بمقام
جامع مسجد برمنگھم
۱۸۰ ہائی وے
بیلگریو روڈ برمنگھم

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام

عالمی ساتویں ختم نبوۃ کانفرنس برمنگھم

مورخہ ۱۶ اگست ۱۹۹۲ء بروز اتوار صبح ۹ بجے تا شام ۷ بجے

کانفرنس کے چند عنوانات

مسئلہ ختم نبوت • حیات ونزول عیسیٰ علیہ السلام
• مسئلہ جہاد • قادیانیت کے عقائد وعزائم • مرزا طاہر کا مباہلہ سے فرار • مرزائیوں کی اسلام دشمنی اور ان کی دہشت گردی۔ کانفرنس میں جوق در جوق شرکت فرما کر ثابت کریں کہ ہم قادیانیت کو پنپنے نہیں دیں گے اور ان کا تعاقب جاری رکھیں گے، کانفرنس کو کامیاب بنانا تمام مسلمانوں کا فریضہ ہے۔

زیر سرپرستی
شیخ المشائخ حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب مدظلہ
امیر مرکزی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ 35 اسٹاک ویل گرین لندن ایس ڈبلیو 9-9 ایچ زیڈ یو کے
فون ۰۷۱-۷۳۷-۸۱۹۹